بہشتی دروازہ

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ




Vist Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

فقیر اویسی غفرلہ ہر ولی اللہ کے مزار کی زیارت کے لئے ان کی چوکھٹ کو بہشتی (جنتی) دروازہ سمجھتا ہے اور شیخ الاسلام والمسلمین حضور گنج شکر فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بہشتی دروازہ تو صدیوں سے مشہور ہے فقیر نے یہ رسالہ ان خوش بختوں کے لئے لکھا جو مُقدَّس دروازہ سے گزرنے کے لئے سال بھر کا انتظار کرتے ہیں اور جو لوگ اس بہشتی دروازہ کو دوزخ کا گڑھا کہتے ہیں۔ یا مزار کی حاضری کو زنا سے بدتر از گناہ (زنا سے برا گناہ) سمجھتے ہیں (تفھیمات) ان کی توحید بھی ضمناً بیان کر دی ہے۔ یہ رسالہ حضور بابا فرید گنج شکر قُدّس سرہ کی نذر کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زَہے عِزّو شَرف

مولیٰ عزو جل سے دعا ہے کہ بفضل حبیب اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قبول فرما کر فقیر کے لئے توشہ راہِ آخرت اور عوام اہلِ اسلام کے لئے مَشعلِ راہِ ہدایت بنائے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادري ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی، غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اولیاء اللہ سے دور رکھنے کی تحریک:

جب سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریکِ وہابیت کے اثرات ہمارے ملک میں پہنچے اس وقت سے اولیاء اللہ کے جُملہ مُعتَقَدات(عقائد و نظریات) ومُتَعَلِّقات (اولیاء اللہ سے منسلک تمام چیزوں کو)مٹانے کی تحریک شروع ہوئی اس سے ایسے شوشے چھوڑے جاتے ہیں جنھیں سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بزرگوں کی بعض رُسوم صدیوں سے چلی آ رہی ہیں یونہی اہلِ مکاشَفَہ (معرفتِ الٰہی کا علم رکھنے والوں) کے نزدیک بعض بِہشتی دروازے مشہور ہیں۔ یہ بھی اولیاءاللہ کی کرامات ہیں لیکن ان کے متعلق ایک دیوبندی وہابی نے ذیل شوشہ چھوڑا:

ماہنامہ خادم اسلام ملتان ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء کیم جمادی الاول یوم دوشَنبَہ (پیر) بہ عُنوان ہندوستان کی بِہشتی دریوں کا قضیہ۔ ہندوستان کی بِہشتی دریوں کی نمائشی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے دِیار میں حقیقی کعبہ کی عظمت کو نیست و نابود (ناپید) کرنے کی ناکام کوشش اور اہلِ اسلام کو برباد کرنے کے لئے عیش پرست دکانداروں، عیّاشی کے اڈے اور اسلام کے پردہ میں کفر کومات کرنے والی عبرت انگیز ادائیں ہیں حالانکہ اولیاء کا ضَلالَت کے عَمیق (گہرے) گڑھوں سے نکال کر ترقی کی بلند ترین شاہی قلعوں کو عُبور (پار) کرانے کا پروگرام تھا اور آئمہ کرام کے اَقوال واَفعال کی تقلیدانہ رَوِش (طریقے) پر چل کر دینی و دنیاوی عُروج (بلندی) حاصل کرنے کا نیک اِقدام تھے اہلِ بدعت میں تَزَلْزُل (ہلچل) پیدا کرنا ضروری تھا۔

تقریر عطاء اللہ بخاری:

عنوانِ مذکور کے بعد عطاء اللہ بخاری اَحراری کی تقریر نقل کی تقریر کا مضمون یہ ہے۔ عرصہ ہوا کہ موجودہ دور میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے تقریر قرآنی آیات سے رُسوماتِ بد (برے رُسومات) کی طرف مسلمانوں کو حقیقی کعبۃ اللہ کی زیارت اور طواف کے فرائض کی ادائیگی سے تَنَفُّر (نفرت) اور اخراجات کا موجِب (سبب) ہو رہی ہیں جو وہ (مسلمانوں) قرآنی اَحکام کے ماتحت عَربِستان کا سفر طے کر کے حج کے لئے جایا کرتے تھے جس سے ہزاروں اَموات واقع ہو جایا کرتیں اس کے علاوہ تین چار مہینے کا سفر خرچ، سمندر کا ڈر، جہاز کی تکلیف، طوفان کا خوف اور اب تو ویسے بھی حج کی فَرضیّت منسوخ ہو چکی ہے۔ بخاری صاحب نے انہیں بِہشتی دریوں کے متعلق فرمایا کہ اسلام بِہشتی دریوں کو دوزخ قرار دیتا ہے جسے کُنجی بردار (چابی رکھنے والے) ہندو یا غیر مسلم لوگ ہیں دری کے متعلق مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس دری سے بہشت میں داخل ہو جانے کے مترادِف ہے حالانکہ بزرگانِ دین نے یہ فرمایا تھا کہ اس راستے سے یا اس دروازے سے جو گزرے گا جہاں سے ہم گزر رہے ہیں وہ بِہشتی ہو گا۔ یعنی جن اسلامی حرکات اور جس شریعت کے ماتحت ہم مسلمانوں کی رہبری (رہنمائی) کے لئے اسلام کی اِشاعت کر رہے ہیں جو شخص بھی ہمارے قدم بہ قدم چلے گا وہ بِہشتی ہو گا۔ لیکن بد بخت جاہلوں نے اسلامی فرائض کی ادائیگی کی بجائے صرف سال بہ سال بِہشتی دریوں کا موجِب سمجھ لیا اور اصلی کعبہ کا وَقار جس کا طواف اور حج فرض کا خیال مسلمانوں کے دل میں نہ رہا بخاری صاحب کے ان اشارات پر ملتان کے چند ناعاقِبت اَندیش (عقبیٰ کی فکر نہ کرنے والے) مسلمانوں نے گلی کوچوں اور جلسوں میں ایسی زبان درازیاں اور ایسے نارَوا (ناجائز) حملے کئے کہ جن کا نہ قرآن میں ثبوت ملتا ہے اور نہ اَحادیث میں آئمہ کرام کے اَفعال حالات اور واقعات کا مطالعہ کیا جائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی پر نظر کی جائے قرآن پہ غور کیا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسْوَۂ حَسَنَہ کو دیکھا جائے تو ان بِہشتی دریوں کا کہیں ثبوت نہیں ملتا لیکن قوم کش (قوم کو ختم کرنے والے) ملاؤں نے اور اسلام کو ذبح کرنے والے مخدوموں نے مسلمانوں کے دلوں پر ان نمائشی چیزوں بِہشتی دریوں کا ایسا مستقل طور پھندا ڈال رکھا ہے کہ جب بھی ان کی اِصلاح اور نجات کو مد نظر رکھتے ہوئے صحیح راستہ دکھایا جاتا ہے تو وہ تِلملا (تڑپ) اٹھتے ہیں اور اپنے عوام کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور قرآنی اَحکامات پر غور نہیں کرتے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں میں چند ایک اسلامی واقعات پیش کرتا ہوں جنہیں پڑھ کر ایک معمولی مسلمان بھی اندازہ لگا سکے گا کہ اسلام میں

بہشتی دریوں کا ثبوت نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس (اُلٹ) ہے۔۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لئے مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے تو مقام حُدیبیہ پہنچ کر حضرت امیر عثمان کو اہلِ مکہ کے پاس یہ کہنے کے لئے بھیجا کہ عمرہ کے واسطے آئے ہیں لڑائی کے واسطے نہیں آئے حضرت امیر عثمان کو قریش نے شہید کر دیا اس پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جوش میں آکر قریش سے لڑنے اور حضرت عثمان کا بدلہ لینے کے لئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے ایک درخت کے نیچے بیعت لی اس خیال پر کہ شاید حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہوں اور وہ اس بیعت سے نہ رہ جائیں اپنے بائیں ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ کہہ کر اپنے دائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس بیعت میں شامل ہیں۔اس موقع پر اللہ تعالی نے

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحتَ الشَّجَرَةِ

نازل فرمائی جس کا مطلب یہ ہے کہ تحقیق اللہ تعالی راضی ہوا ان مسلمانوں سے جنہوں نے آپ سے بیعت کی درخت کے نیچے اس بیعت کا نام بیعتِ رضوان ہے یعنی حضرت امیر عثمان کی موت کی خبر سن کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے بیعت لی اور اللہ تعالی اس پر راضی ہوا۔ جس درخت کے نیچے قیام فرما کر جہاں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی تھی اور جہاں "لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ" نازل ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ مسلمان اس درخت کو محبت کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اور اس کی عظمت بیان کر رہے ہیں آپ کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آئندہ نسلیں اس درخت کی پُرستِش (عبادت) کرنے لگیں مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان نہ رہ سکیں اس درخت کو جڑ سے کٹوا کر ثبوت دے دیا کہ ایسی چیزیں اسلام کا جُزو (حصہ) اور عظمت نہیں ہو سکتیں اگرچہ وہاں بیعت رضوان بھی کیوں نہ ہوئی۔

ہندوستان کی کروڑوں بہشتی دریاں قربان کر دی جائیں اس درخت پر جس کے نیچے سید الانبیاء مع صحابہ رونق فرما ہوئے ہوں بیعت رضوان لی گئی ہو جہاں درخت کے نام کی شمولیت میں اپنی جان و مال اور اولاد کو خدا کے راستے پر قربان کرتے ہیں مگر بہشتی دریوں کا کہیں نشان تک نہیں دکھلایا جاتا اور نہ ہی ان کے مزارات پر کوئی بہشتی دری بنائی جاتی ہے اور ان واقعات اور حالات کی موجودگی میں اگر پھر بھی مسلمان اپنی جان و مال اور اولاد کو خدا کے راستے پر قربان کرتے ہیں مگر بہشتی دریوں کا کہیں نشان تک نہیں دکھلایا جاتا اور نہ ہی ان کے مزارات پر کوئی بہشتی دری بنائی جاتی ہے اور ان واقعات اور حالات کی موجودگی میں اگر پھر بھی مسلمان پیر پرستی اور قبر پرستی بہشتی اور دری پرستی کو اسلام اور دین کا جزو قرار دیکر اپنی نجات کا باعث (ذریعہ) سمجھیں تو صرف یہ کہنے پر اِکتفا (بس) کیا جائے گا کہ اللہ تعالٰی ہم تمام مسلمانوں کو إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْن پر پورا عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

بہشتی دریوں یعنی ان کے پُجاریوں کا ارشاد ہے کہ بعض بزرگان دین کی خانقاہوں پر اس لئے بہشتی دریاں قائم کی گئیں ہیں کہ ان بزرگوں کی زندگی میں ان مقامات پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود رونق فرما ہوئے تھے اور آپ کی تشریف آوری کی وجہ سے بہشتی دریوں کا قیام عمل میں لایا گیا تھا لیکن میں گذارش کروں گا کہ اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی مقام پر آنا بہشتی بننے کا باعث ہو سکتا ہے تو بہت سے مقامات پہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا ثابت ہے پھر ان جگہوں پر بہشتی دریاں قائم نہیں کی جاتیں اور کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کی چند خانقاہوں کے سوا دنیا کے دیگر بزرگوں کے مقامات حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لے گئے وغیرہ وغیرہ۔(خادم اسلام صفحہ ۳۴)

تبصرہ اویسی:

ناظرین امیر شریعت کے مقدّس لقب کو بدنام کرنے والے شخص کا بیان پڑھ لیا خدا لگتی (سچ سچ) کہئے کہ اس کے کہنے سے بہشتی دروازے بند ہو گئے یا ان پر اس اعتراض کرنے سے کوئی اثر پڑا ہاں امیر شریعت کا یہ حشر ہوا کہ مرنے کے بعد ملتان کے گورِستان (قبرستان) میں وہاں جگہ ملی جہاں بھنگیوں، چرسیوں نے ڈیرے جمائے ہیں لیکن بہشتی دروازے تاحال اس طرح آباد ہیں جیسے پہلے تھے بلکہ اس سے بڑھ کر اور انشاءاللہ تا قیامت ان کی شان قائم و دائم رہے گی۔

ہر محرم شریف کے عَشرہ اولیٰ میں پاکپتن شریف کا حال آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کی حاضری کس عقیدت و محبت سے ہوتی ہے اور یہ مسلمانوں میں ایک فِطرتی جذبہ ہے جو کسی کے روکنے سے نہیں رک سکتا۔ (حکایت ۹)

سیدنا مجدد الف ثانی حضور امام ربانی رضی اللہ عنہ نے ایک حجام کو حَجَامت کا فرمایا تو وہ اس وقت پاکپتن شریف بہشتی دری کی حاضری کے لئے روانہ ہو رہا تھا عرض کی واپسی پر حَجَامت بناؤں گا حضور امام ربانی علیہ الرحمہ نے ایک خط لکھ کر اسے دیا اور فرمایا بہشتی دروازہ سے گزر کر باہر والے دروازے پر بزرگ کھڑے ہوں گے انہیں یہ میرا خط دیگر کہنا کہ اس کا جواب اسی خط کی پُشت (پچھلے حصے) پر لکھ دیں چنانچہ حجام حسبِ دستور بہشتی دری میں داخل ہو کر باہر نکلا تو ایک بزرگ کھڑے تھے انہیں خط دیا تو انہوں نے اس کی پشت پر جواب لکھ دیا حجام نے خط پیش کیا تو مجدد الف رضی اللہ عنہ ہنس پڑے حجام نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا جنہیں میں نے خط لکھا وہی خود حضور بابا فرید رضی اللہ عنہ تھے میں نے لکھا تھا کہ آپ اپنے مزار پر عوام کو کیوں نہیں روکتے جبکہ ان کے بہشتی دری آنے پر بہت نقصانات بھی ہوتے ہیں تو انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ آپ ایک حجام کو نہ روک سکے میں عوام کو کیسے روک سکتا ہوں بہر حال مانعین و منکرین جتنا زور لگائیں، فتویٰ بازی کریں اولیاء کرام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہاں ان کا اپنا انجام بر باد ضرور ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔

فقیر ماہنامہ "خادم اسلام اور بخاری احراری بیانات" کی نمبر وار تَردید (رد) عرض کرتا ہے۔

تبصرہ نمبر ۱ : بخاری کو زیارتِ مزارات اور بہشتی دروازہ کو رُسوماتِ بد (برے رُسومات) کہہ کر ہوش بھی نہ آیا حالانکہ اولیاء کرام علیہم الرحمہ کے اَفعال رُسوماتِ بد نہیں بلکہ وہ رُسوماتِ شرعیہ ہیں جو واقعی اولیاء کرام کی طرف سے محبوب (پسندیدہ) ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ قرآن و حدیث سے مؤیَّد مؤکد ہیں چنانچہ اس پارٹی کے سربراہ بلکہ ان کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے ان رُسوماتِ اولیاء کو دلائل قرآن و حدیث سے حق ثابت کیا ہے چنانچہ اس کی کتاب "السنية الجليه في البسطة الجشتيه" صرف اس موضوع پر لکھی گئی ہے۔

تبصرہ نمبر ۲ : قرآنی آیات کو بُھلا کر رُسوماتِ اولیاء کونسی نسبت ہے جبکہ ان کے نزدیک یہ قرآنی آیات نُزول کے وقت نہیں تھیں بلکہ خود اولیاء کرام بھی اس وقت پیدا نہیں ہوئے تھے ہاں اس وقت بُت ضرور تھے اور بُت پَرستوں کی رُسومات میں بد (برائی) ضرور تھے اور یہ لوگ حسبِ عادت جسے اولیاء کرام کو بُت اور ان کے ماننے والوں کو بُت پَرست کہتے ہیں الحمد للہ ہم نہ بُت پَرست ہیں اور نہ ہی مزارات اولیاء کرام بُت ہیں ہم پکے، سچّے سنی مسلمان ہیں اور مزارات والے یقیناً اللہ تعالیٰ کے پیارے اور محبوب ہیں بتوں سے ملا دینا خَوارج (خارجیوں) کا کام ہے کہ ان پر وہی آیات چَسپاں (منطبق) کیں جو بُتوں کے متعلق نازل ہوئیں اور اس سے اولیاء کرام کی شان میں کمی ہوئی اور نہ ہو گی۔ البتہ اپنے لئے نبوت کے ارشاد گرامی کا ثبوت باہم پہنچایا کہ وہی پرانے یہ لوگ شکاری ہاتھ میں لئے پھر رہے ہیں جال نئے نئے خارجی ہیں جن کے متعلق بخاری شریف کی حدیث ملاحظہ ہو۔

وقول الله تعالى وما كان الله ليضل قوما بعد إذ هداهم حتى يبين لهم ما يتقون (سورة التوبة آية ۱۱۵) وكان ابن عمر يراهم شرار خلق الله، وقال إنهم انطلقوا إلى آيات نزلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين (رواہ البخاری ۲/۱۰۲۴)[1]

یعنی: اور اللہ عزوجل کا ارشاد (اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ ٹھہرادے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ہدایت دی اس نے ان کو حتیٰ کہ بیان کرے ان کے لئے وہ کسی چیز سے کنارہ کش ہیں) اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان (خارجیوں) کو اللہ کی تمام خَلقت (مخلوق) سے بہت بُری نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرمایا کہ بیشک ایسی آیتوں کو جو کفار کے متعلق نازل ہوئیں انہیں وہ اہلِ ایمان پر چسپاں کریں گے۔

فائدہ: یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے چنانچہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ

وصله الطبراني في تهذيب الآثار في مسند علي وعند مسلم من حديث ابي ذر مرفوعاً (قسطلانی شرح بخاری ج ۱۰/ص ۴)[2]

طبرانی نے مسند حضرت علی رضی اللہ عنہ 'تهذیب الآثار' میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تک مُستند بیان کیا ہے اور مسلم کے نزدیک ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مذکور ہے۔

فائدہ: حدیث مذکورہ بالا سے علمِ غیب کی بھی دلیل ثابت ہوئی مثلاً حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے فرمایا کہ ایسے لوگ خارجی ہوں گے جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں وہ ان کو مومنین پر چسپاں کریں گے ظاہر ہے آج کل یہ شِعار (رسم) وہابیہ دیوبندیہ کا ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کے ماتحت ایسے لوگوں کو خارجی اور مُلحِد کہا ہے اس کے متعلق مزید تفصیل فقیر کی کتاب "وہابی دیوبندی کی نشانی" اور "ابلیس تا دیوبند" پڑھیے۔

تبصرہ نمبر ۳: بخاری نے کہا ہے بہشتی دریوں کا قضیہ مسلمانوں کو حقیقی کعبہ کی زیارت اور طواف کی ادائیگی سے مُنحَرِف (گمراہ) کرانے کا موجب ہو رہا ہے۔ یہ بخاری احراری کا صریح بہتان ہے اس لئے کہ بہشتی دروازہ سے گزرنے والوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس کا قائل ہو کہ بہشتی دروازہ سے گزرنے کے بعد کعبہ شریف کو جانے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ الحمد للہ نہ صرف بہشتی دروازہ سے گزرنے والے تمام سنی اولیاء کرام کے ماننے والے اولیاء کرام کی برکتوں سے کعبہ شریف کے عُشّاق (عاشق) ہیں اور حج کے لئے جانے والے یہی لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ حجاج کی مردُم شماری کرالیجئے کئی گنا زائد مُتَوَسِّلِین حجاج ہوں گے۔ (انشاء اللہ)

بلکہ ہمارا تجربہ ہے کہ صحیح معنیٰ بہشتی دروازوں کے زائرین عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبتِ اسلام سے زیادہ سرشار ہیں چنانچہ آزما کر دیکھ لیجئے۔

تبصرہ نمبر ۴: بہشتی دریوں کے پُجاریوں کے لئے حج کے فرائض کی الخ۔

خدارا انصاف کیجئے کیا اہلِ اسلام پر اس سے بڑھ کر کونسا بہتان ہوگا جبکہ بہشتی دری والوں میں کسی ایک کو بھی حج کی منسوخی کا خیال تک نہ گزرا لیکن امیرِ شریعت کیسی بے تکی (غیر مہذب) کہہ رہے ہیں ہم ایسے امیر شریعت لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام سناتے ہیں: إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

تبصرہ نمبر ۵: بخاری نے کہا کہ اسلام بہشتی دریوں کو دوزخ قرار دیتا ہے مسلمانو! ایمان سے کہو اسلام قرآن وحدیث کے نُصوص کا نام ہے بتایئے کسی آیت وحدیث میں بہشتی دریوں کو دوزخ کہا گیا ہے "هذا البهتان العظيم" (یہ بہتان عظیم ہے) مسلمانو! کیا یہی وہ لوگ امیر شریعت ہیں کیا یہی ان کی

---

[1] (الصحيح البخاري، كتاب استتابة المرتدين، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، 16/9، دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422ھ)

[2] (إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، 10، 84، مطبوع: المطبوعة الكبرى الأميرية، مصر الطبعة: السابعة، 1323ھ)

ڈیوٹی(Duty)لگائی گئی کہ وہ بہشت کو دوزخ قرار دیتے رہیں حالانکہ حدیث میں تو ہر ولی کامل کے مزار کو بہشت کا نہ صرف دروازہ لکھا بلکہ بہشت کا باغیچہ بتایا گیا ہے۔چنانچہ حدیث شریف میں ہے:قبر المومن روضة من ریاض الجنة یعنی مومن کی قبر بہشت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔[3]

فائدہ: جب ایک عام مومن کی قبر کا یہ حال ہے پھر اولیاء کاملین کے مزارات کا کیا حال ہوگا اور پھر کاملین کے سرتاج بابافرید گنج شکر رضی اللہ عنہ کے مزار کے متعلق خود بتایئے کہ وہاں کتنے گلزار(گلشن)کھلے ہوں گے جب ان کے مزار کا یہ کمال ہے تو مزار کے دروازہ کو بہشتی دروازہ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے اس پر مزید تبصرہ آئے گا۔(ان شاء اللہ)

تبصرہ نمبر ٦: بخاری نے کہا کہ جس کے کُنجی بردار(چابی رکھنے والے)ہندو یا غیر مسلم ہیں مسلمانو! بتاو بابافرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے مزار پر کون سے ہندو یا غیر مسلم بیٹھے ہیں جو بخاری نے اپنے دور میں ایک ناشائستہ(نامناسب) حرکت کا اِرتِکاب کیا بلکہ اب تو محکمہ او قاف نے اکثر مزرات پر اس کی پارٹی کو مجاوِر(خادم)بنار کھاہے شکر خدا خود بخاری چار روز پہلے وہی کہہ گیا جو فقیر کہتا ہے کہ یہی صاحبان گاندھی کے چیلے ہیں تفصیل دیکھئے۔(ابلیس تا دیو بند)

تبصرہ نمبر ٧: بخاری نے کہا کہ اس دری سے گزرنا بہشت میں گزرنے کے مترادف ہے بتایئے مسلمانو! اگر کوئی ولی اللہ مزار کی حاضری سے یہ سمجھے کہ میں بہشت کی کیاری میں ہوں اس نے کونسا جرم کیا؟

مسلمانو! یہ بہتان تراشی بخاری صاحب نے کہاں سے سیکھی جبکہ یہ لوگ مزارات پر جانے کو شرک سمجھتے ہیں اور کہنے سے قطعی بہشتی کے دعویٰ کی غلط بیانی کی ہے کیوں کہ اگر کسی جاہِل سے۔۔۔ مسائل شرعیہ اور عقائد اسلامیہ جہاں کے اَقوال مرتب ہوتے ہیں یا ذمہ دار علماء ومشائخ ملفوظات و تحریرات سے اگر کوئی شخص اولیاء کرام کے مزارات کی حاضری کے بعد بہشتی ہونے کی اُمید فضل ربانی سے رکھے تو کونسا جرم ہے؟ جبکہ مزارات کی حاضری ایک نیکی ہے جو اَحادیث مبارکہ مندرجہ ذیل سے ثابت ہے:

عن بریدہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت نہیتکم عن زیارۃ القُبور فزوروھا[4]

(مسلم صفحہ ۴، جلد ۳، نسائی صفحہ ۲۲۵)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں زیارت قُبور(قبر کی زیارت)سے روکتا تھا اب اجازت ہے قُبور کی زیارت کرو۔

شرح: اس سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قبروں پر جانے سے روک دیا تھا صرف اس وجہ سے کہ بُتوں کی عبادت سے تَشابہ نہ ہو اور یہ خوف تھا کہ جس طرح زمانہ جاہلیت میں کرتے یا کہتے تھے اب وہ نہ کر بیٹھیں جب دیکھا کہ قواعد اسلام مضبوط ہوگئے تو اجازت بخشی گویا یہ حدیث ان تمام اَحادیث کی ناسخ ہے جن میں زیارت قُبور سے روکا گیا ہے۔[5]

---

3)(کنز العمال، کتاب الموت من قسم الافعال، ذکر الموت، 700/15، الحدیث، 42797، مطبوعہ مؤسسة الرساله، الطبعة الخامسة، 1401ھ/1981ء)

4)(الصحيح المسلم، كتاب الجنائز، باب استئذان النبي صلى الله عليه وسلم ربه عز وجل في زيارة قبر أمه .672/2 ،الحديث977 ،الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت)

5)((الكاشف عن حقائق السنن، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، 1436/4، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت) الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز (مكة المكرمة الرياض) الطبعة: الأولى، 1417ھ 1997ء)

مسئلہ: زیارت قُبور مردوں کے لئے مستحب ہے کیونکہ اس سے رِقت قلب (دل کی نرمی) اور موت کی یاد دہانی ہوتی ہے بعض تو اسے واجب کہتے ہیں[6]: كذا في خزانة الروايات لیکن صحیح یہ ہے کہ مستحب ہے چنانچہ امام نووی علیہ الرحمہ نے اس کے سنت پر اجماع کا دعویٰ فرمایا ہے۔[7]

سوال: نخعی اور شعبی علیہما الرحمہ تو زیارت قُبور کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

جواب: ان کا قول غیرِ معتبر ہے کیونکہ جب اس مسئلہ پر صحابہ سے لیکر آج تک۔ تمام مذاہب کے علماء نے اِجماع کیا ہے تو اب ان کا قول شاذ ہو گا۔[8]

(كذا في الجواهر المعظم لابن الحجر المكي عليه الرحمه)

سوال: حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ اجازت صرف مردوں کے لئے ہے جیسا کہ لفظ فزورها سے صاف ظاہر ہے اب عورتوں کے لئے یہ استحباب کہاں سے ثابت ہوا۔

جواب: مسائل کو اِستدلال کرتے وقت وہ قاعدہ بھول گئے کہ

ان من عادة الشرع تخصيص الخطاب بالذكور للاصالة او تغليب الذكور على الاناث (كذا في فتح المنان)

بنا بریں صرف مردوں کی اجازت ثابت کرنا اور عورتوں کو اس اجازت سے محروم رکھنا تَعَدّی محض (محض ظلم) ہے۔

الحاصل علامہ خیر الدین رملی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر ان کی قبر کی زیارت سے غرض رونا دھونا اور آہ بکا ہو جیسا کہ ان کی عادت ہے تو پھر ناجائز اور حرام ہے اس معنی پر 'لعن رسول الله زائرات القُبور[9] (رواه ابو داؤد عن ابن عباس) کو معمول کیا جائے اور اگر عورتوں کی زیارت محض عبرت اور تَرَحُّم جس میں گریہ نہ ہو اور بزرگوں کی مزارات سے اصولِ شرح محدود ہو تو جائز ہے لیکن یہ بھی صرف بوڑھی عورتوں کے لئے ہے اور نوجوان عورتوں کے لئے مکروہ ہے جیسے ان کے لئے مسجد میں باجماعت نماز کی مُمانعت ہے۔ (وكذا في رد المختار)[10]

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں زائرات (زیارت کرنے والوں) کو لعنت اس معنی پر ہے جبکہ یہ زیارت بکثرت ہو اور اگر گاہے گاہے (وقتاً فوقتاً) تو جائز ہے جیسا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ وہ روضہ مقدّسہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری تو ہر وقت دیتی تھیں جب مکہ کا سفر کیا تو راستہ میں اپنے بھائی کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئیں۔ (كذا في كشف اصول البزودى)[11]

سوال: عوام کی زیارت سے الثادین کا نقصان ہوتا ہے کیونکہ جب وہ وہاں پہنچتے ہیں تو برے سے برے اَعمال ان سے سرزد ہوتے ہیں علاوہ ازیں وہاں پر مردوں اور عورتوں کا اِختِلاط (میل جول) ہوتا ہے۔

جواب: اس کا جواب علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[6] فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، 148/3، الناشر: دار المعرفة بيروت، 1379ھ

[7] المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، الناشر، 46/7: مطبوعه دار إحياء التراث العربي – بيروت الطبعة: الثانية، 1392ھ

[8] الجواهر المنظم في زيارة القبر الشريف النبوى المكرم، الفصل الاول في مشروعيت زيارة قبر نبينا، 19/1، مطبوعه مكتبة المدبولى قاہرة، الطبعة الاولى 2000ء

[9] سنن ابي داود، كتاب الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، 218/3، الحديث 3236، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت

[10] رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجنائز، مطلب في زيارة القبور، 242/2، الناشر: دار الفكر بيروت الطبعة: الثانية، 1412ھ 1992ء

[11] كشف الأسرار شرح أصول البزدوي، بيان زيارة القبور للنساء، 186/3، الناشر: دار الكتاب الإسلامي

۱۔ ولا تترك الزيارة لما يحصل عندها من منكرات ومفاسد كاختلاط الرجال بالنساء وغير ذالك لان القربات لا تترك لمثل ذالک بل على الانسان فعليها وانكار البدع بل وازالتها ان امكن (كذا في ردالمختار)[12]

ترجمہ: مُنکَرات ومَفاسد (جن کاموں سے روکا گیا) جیسے مردوں اور عورتوں کا اِخْتِلَاط کی وجہ سے زیارتِ قُبور ترک نہ کی جائے کیونکہ قَرابات کو منکرات (برائیوں) کی وجہ سے ترک نہیں کیا جاتا بلکہ انسان کو چاہیے کہ ان اَفعال کو عمل میں لائے اور جو برائیاں اور بدعات ہیں انہیں مٹانے کی کوشش کرے اگر اس کے بس میں ہے تو۔

حدیث نمبر۲: قال النبي صلى الله عليه وسلم من زار قبر ابويه او احدهما كل جمعة غفر له وكتب برا[13] (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۵)

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر جمعہ اپنے والدین یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی وہ نیک لکھا جائے گا۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ عام قبروں اور مزارات کے لئے جانے کی حاضری کے لئے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت بخشی ہے اور والدین کی قُبور کی حاضری پر انعام کا وعدہ بھی ہے اور والدین سے اولیاء کرام کی عزت واحترام ہزار گنازائد ہے تو وہاں کی حاضری ہزاروں انعامات کے حصول کا ذریعہ ہے جنہوں نے وہاں جانے کو زنا سے بدتر از گناہ (زنا سے برا گناہ) لکھا ہے تو انہوں نے اپنی عاقِبت (آخرت) برباد کی اس کے سوا ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

ان اَحادیث کو پڑھنے کے بعد یقین ہو گیا کہ اولیاء کرام کے مزارات کی حاضری موجِب نجات ہے اور کوئی نیکی کرکے نجات پر اُمید ہو تو یہ حرام نہیں بلکہ عین اسلام ہے مثلاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، زکوۃ دینا اور دیگر جُملہ اَعمال صالحہ کے بعد کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ واقعی وہ قطعی بہشتی ہو گیا جہاں فضلِ خدا سے پر اُمید ضرور ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے بہشت عطاء فرمادے تو وہ کریم ہے۔ احراری بخاری ہو یا کوئی اور اس حقیقت سے کبھی انکار نہیں کر سکتا۔

کعبہ کا وقار مسلمانوں کے دلوں میں نہ رہا:

مسلمانو! فقیر پہلے بھی عرض کر چکا ہے اب دوبارہ عرض کرتا ہے کہ بخاری صاحب تو مر گئے اب ان کی ذُرِّیَّت (اولاد) کو چیلنج (Challenge) ہے کہ بہشتی دروازہ کے عشّاق میں سے ایک فرد دکھا دو، جس کے دل میں کعبہ معظمہ کا وقار نہ ہو! بلکہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اولیاء کرام کے نیاز مندوں کے دل میں بہت زیادہ وقار دیکھا جاتا ہے ان میں عملی کوتاہی کے باوجود کعبہ کی طرف نہ پاؤں پھیلائیں گے، نہ اس طرف منہ کرکے پیشاب کریں گے نہ کوئی اور کمی، خلاف تمہاری جماعت وہابیہ کے انہیں کعبہ کے وقار کا یہ حال ہے کہ حَرَمین طَیِّبین میں آنکھوں دیکھا مشاہدہ ہے کہ اکثر کعبہ کو پاؤں پھیلا کر بیٹھ جاتے اور سوتے ہیں رو کو تو الٹا لڑتے ہیں۔ الحمد اللہ بہ نسبت وہابیوں دیوبندیوں کے مُتَوَسِّلِیْن اولیاء کرام کے نزدیک کعبہ معظمہ اور ان کے جُملہ آثار سے بہت زیادہ وقار وعظمت ہے بلکہ وہ تو کعبہ معظمہ اور مدینہ جاکر الٹا گستاخیوں اور بے ادبیوں میں بڑھ جاتے ہیں کیونکہ یہاں اہلِ سنت کے ڈر سے کوئی بات نہیں کر سکتے لیکن وہاں نجدی حکومت کو خوش کرنے کے لئے سو گز کی زبان بڑھا کر جی بھر کر گستاخیاں کرتے ہیں فقیر اویسی غفرلہ نے ان کے چند واقعات اپنی کتاب "مدینے کا راہی" میں لکھے ہیں۔

الٹا وہاں جاکر یہ لوگ چغلی، غیبت، جھوٹ کا دھندہ کرکے ریال کماتے ہیں چنانچہ رمضان المبارک ۱۴۰۵ء میں خود اس عطاء اللہ بخاری کا ایک بیٹا خصوصیت سے اس کاروبار میں ملوّث پایا گیا فقیر اویسی غفرلہ نے آنکھوں سے دیکھا کہ محبانِ اسلام مسجد نبوی شریف میں اعتکاف مبارک کی سعادتوں سے

---

[12] (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجنائز، مطلب في زيارة القبور، 242/2، الناشر: دار الفكر بيروت الطبعة: الثانية، 1412هـ 1992ء)

[13] (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب زيورة القبور، 1/553، الحديث 1768، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثالثة، 1985ء)

مشرف ہو رہے تھے اور ابن بخاری سارا دن سی آئی ڈی(C.I.D) کرتا تھا سینکڑوں پاکستانی مسلمانوں کو اذیتوں کا نشانہ بناتا پھرتا چنانچہ پاکستان کے عالم دین اور ایک گدی کے سجادہ نشین حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیرہ اور ان کے درجنوں ساتھیوں کو نجدی حکومت کے ہاں پکڑوایا اور ان کے بزرگوں کے لئے گرمی کے روزوں کی شدت کے احساس نہ کرتے ہوئے ان کے اعتکاف کی دولت کو نقصان پہنچایا تفصیل فقیر کی کتاب "زائر مدینہ" میں پڑھیں بہر حال ہم لوگوں کے دلوں میں سے نہ کعبہ معظمہ کی عزت و اکرام گھٹا ہے نہ گھٹ سکتا ہے۔

لطیفہ: احراری بخاری کی پارٹی دیوبندی وہابی کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں جو یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔[14]

(تقویۃ الایمان، فتاوی رشیدیہ وغیرہ)

لیکن خود مسلمانوں کے دلوں میں حال مُطّلع ہونے کے مُدَّعی(دعویدار) بنتے ہیں کیونکہ انہوں نے کہہ دیا کہ مسلمانوں کے دل میں اصلی کعبہ کا وقار نہیں بتایئے بخاری صاحب نے کس دل پر جھانکا اور کس دل میں دیکھا اگر دعویٰ ہے تو ادعائے علم غیب جھوٹا ہے اور یقیناً جھوٹا ہے، تو بتایئے جھوٹے کی سزا کیا ہے ہاں قرآن پاک نے صدیوں پہلے فرمایا فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ اس کے بعد بخاری صاحب نے یا خادم اسلام کے جھوٹے ایڈیٹر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث لکھ کر ایک جھوٹا واقعہ لکھ مارا اور نتیجہ نکالا کہ بیعت رضوان والے درخت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کٹوا دیا یہ اسلام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سفید جھوٹ باندھا حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے اس کی تفصیل آئے گی۔(انشاء اللہ)

جس میں ثابت ہوگا کہ یہ لوگ افترا(جھوٹ) و بہتان اور جھوٹی باتیں گھڑنے کے بڑے ماہر ہیں کیونکہ شجرہ بیعت رضوان کا تفصیلی بیان بخاری شریف جیسی مُستند کتاب میں موجود ہے اور سینکڑوں سال پہلے ان بہتانیوں کا منہ کالا کیا گیا ہے لیکن افسوس ہے اب ان کا ہر خورد و کلاں(چھوٹا بڑا) ملاں اہلِ اسلام کو پریشان کرتے پھرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درخت کٹوا دیا وغیرہ وغیرہ اب فقیر حدیث شریف بخاری سے سوال و جواب کے طور پر نقل کر کے اس کی تفصیل اور جعلی درخت کٹوانے کے موجبات معتبر حوالہ جات سے نقل کرتا ہے یاد رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کو اس اصلی درخت (جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی) کو نہیں کٹوایا تھا کیونکہ وہ اصلی درخت قدرتی طور پر بیعت رضوان کے بعد لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہو گیا تھا اور لوگوں نے دھوکے سے دوسرے جعلی درخت کی زیارت شروع کر دی عوام کو اس غلطی سے بچانے کے لئے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس جعلی درخت کو کٹوا دیا چنانچہ بخاری و مسلم باب غزوۃ الحدیبیہ جلد دوم میں حضرت ابن الحسیب نے فرمایا:

كان أبي ممن بايع رسول الله صلى الله عليه وسلم عند الشجرة قال فانطلقنا في قابل حاجين، فخفي علينا مكانها[15]

یعنی: سعید ابن المُسیَّب تابعی نے فرمایا کہ میرے والد رضی اللہ عنہ(صحابی) ان میں سے تھے جنہوں نے حضور علیہ السلام سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی انہوں نے(صحابی) فرمایا کہ ہم آئندہ سال حج کے لئے گئے تو اس(درخت) کی جگہ ہم سے مخفی(پوشیدہ) ہوگئی بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے:

فلمَّا خرَجنا منَ العامِ المقبلِ نَسيناها فلَم نقدِرْ علَيها[16]

یعنی: جبکہ ہم آئندہ بیعت الرضوان کے مقام پر گئے تو اس درخت کو بھول گئے اور اسے نہ پاسکے۔

---

[14] (تقویۃ الایمان، پہلا باب، فصل ثانی، اشراک فی العلم، 52/1، مطبوعہ مکتبہ خلیل لاہور، سن اشاعت 1999ء)

[15] (الصحيح المسلم، كتاب الامارة، باب استحباب مبايعة الإمام الجيش عند إرادة القتال، وبيان بيعة الرضوان تحت الشجرة،1485/3، الحديث 1859، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت)

[16] (الصحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الحديبية، 124/5، الحديث 4163، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422هـ)

اھلِ اسلام کوغوروفکرکی دعوت:

فقیر اویسی غفرلہ عوام اہلِ اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم تو کہتے ہیں کہ بیعت الرضوان کا اصل درخت مخفی ہو گیا تھا لوگوں نے ایک جعلی اور اپنے گمان پر اصلی درخت سمجھ کر اس کی زیارت کرنی شروع کر دی لیکن یہ دیوبندی وہابی اس جعلی درخت کو اصلی قرار دیکر واویلا کر رہے ہیں یہ دین میں مُداخلت(دخل اندازی) نہیں تو اور کیا ہے غور فرمایئے کہ یہ لوگ اولیاء کی دشمنی میں دین کی تَحریف(تبدیلی) تو نہیں کر رہے۔

تبصرہ اویسی: جعلی درخت ہو یا جعلی قبر نہ صرف ناجائز ہے بلکہ ہمارے نزدیک اسے جڑ سے کاٹ پھینکنا ضروری ہے ہم اور ہمارے اکابر نے اس طرح کی کئی جعلی قبریں اور درخت ڈھادیے۔ الحمد للہ علی ذالک

درسِ عبرت:

اس سے ثابت ہوا کہ مبارک و مقدّس چیزوں کی زیارت کا شوق صحابہ و تابعین سے چلا آرہا ہے کیونکہ زائرین (اگر جعلی سہی لیکن ان کے خیال پر اصلی) صحابہ ہوں گے یا تابعین رضی اللہ عنھم تو یقین مانیے اہلِ سنت بریلوی عوام کو زیارت مزارات کا شوق صحابہ و تابعین سے وِراثت میں ملا ہے۔

بِہِشْتی دروازہ کی حقیقت:

فقیر بِہِشْتی دروازہ کے متعلق تفصیل عرض کرتا ہے "انوار الفرید" کے مصنف سید مسلم نظامی دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت باباصاحب علیہ الرحمہ کے روضہ منورہ کے دو دروازے ہیں ایک جانب مشرق اور دوسرا بائیں جانب جنوب جو بِہِشْتی دروازہ کہلاتا ہے اس روضہ مبارک کی تعمیر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے کرائی تھی جس کی ہر اینٹ پر ایک قرآن پاک ختم کیا گیا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف "میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے" ہمارے خیال میں حضرت باباصاحب کے پائیں جنتی دروازہ سے ہونا اِتباع نبوی کی دلیل ہے۔ (انوار الفرید صفحہ ۲۱۵)[17]

بابافرید گنج شکر علیہ الرحمہ کے بِہِشْتی دروازہ کی تاریخ:

یہی سید مسلم مصنف "انوار الفرید" میں لکھتے ہیں کہ اب ہم بِہِشْتی دروازہ کا ذکر پیر محمد حسین چشتی مرحوم کا لکھا ہوا تحریر کرتے ہیں اس سے قبل کسی قدیم مُستند کتاب میں بِہِشْتی دروازہ کا حال نہیں ملتا یہاں تک کہ "جواہر فریدی" کے اصلی قلمی نُسخوں میں بھی بِہِشْتی دروازہ کا ذکر نہیں ہے ۱۳۰۱ھ میں "جواہر فریدی" پیر محمد حسین چشتی نے چھپوائی ہے اس میں مندرجہ ذیل روایت ان کی اِلحاقی (ملائی ہوئی) ہے وہ لکھتے ہیں کہ حضرت باباصاحب علیہ الرحمہ کی نعش (جسد) مبارک کو نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد پھر شہر میں لے آئے اور اس جگہ امانتاً دفن کیا جہاں اب حضرت شیخ شہاب الدین علیہ الرحمہ گنج علم کا مزار ہے چندروز کے بعد حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ دہلی سے اجودھن آئے اور آپ نے روضہ شریف بنانا چاہی تو غیبی آواز سنی کہ

بنائے روضہ ازخشت پاک طیار ساختہ بر آنہا ختم کلام اللہ خوانده ازآں خستہائے مرمت روضہ شریف بکنید

یعنی: روضہ شریف کی بنیاد ایسی پاک اینٹوں سے رکھنا جس پر قرآن پاک ختم کئے گئے ہوں اور ان ہی اینٹوں سے روضہ کی مرمَّت کرنا۔

---

[17] (انوارالفرید، بہشتی دروازہ، 411/1، مطبوعہ الامان پرینٹنگ پریس لاھور)

یہ سن کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے سینکڑوں حافظ بلوائے اور آپ کے خُلفاء کو جمع کیا اور ان اینٹوں سے جن پر قرآن پاک ختم کئے گئے تھے روضہ شریف تیار کرایا جب کام مکمل ہو گیا تو سب صاحبزادگان اور خُلفاء اور مریدین نے حضرت باباصاحب علیہ الرحمہ کی نعش مبارک کو قبر سے نکالا اور پھر اس کو خوشبو سے مُعطّر کیا اس عرصے میں اَرواح پاک سید المرسلین ﷺ و جُملہ انبیاء و صحابہ کرام کبار و امامین و پیران شجرہ شریف ظاہر ہوئیں۔

نمبر ۱: اور حضرت کی نَعش کو دفن کیا پکی اینٹیں لحد (بغلی قبر) کے لئے درکار تھیں اور وہ موجود نہ تھیں اس وقت حضرت باباصاحب علیہ الرحمہ کی روح مبارک نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کو ارشاد فرمایا کہ شرق کی طرف جو جالیاں چھوڑی ہوئی ہیں ان کو توڑ کر پکی اینٹیں نکال لو اور ان کو لحد میں لگا دو (اینٹیں نکالنے سے مشرق میں دروازہ بن گیا) اس دروازہ سے اَرواح مبارک حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کبار علیہم الرحمہ باہر آئیں اور روضہ شریف کے مُتّصل جو چھوٹی سی کوٹھڑی بنی ہوئی ہے اس کا نام "قَدمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم" ہے یہاں سب (ارواح) کھڑی ہو گئیں اور خواجہ نظام الدین علیہ الرحمہ کو ارشاد ہوا کہ اے نظام الدین ہم کو جناب رب العزت سے فرمان ہوا ہے کہ جو کوئی اس دروازہ سے گزرے گا انشاءاللہ اس کی بخشش ہو جائے گی اور آتشِ دوزخ (جہنم کی آگ) سے نجات پائے گا۔

"من دخل هذا الباب آمن"

تم باآواز بلند اس بات کا اعلان کر دو حسبُ الحکم حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے اس بات کا اعلان کیا اور حضرت کا یہ اعلان شرق سے غرب تک پہنچ گیا لیکن بعض لوگ جو دل کے اندھے تھے انہوں نے اس سے انکار کیا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور ازراہ کرم اپنے دیدار سے لوگوں کو مشرّف فرما دیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی گزارش قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا: **ہر کس که اندریں زمان آید همه را بچشم ظاهر معائنه شود** یعنی جو کوئی اس وقت آئے بلاشبہ اپنے چشم ظاہر (ظاہری آنکھ) سے مجھے دیکھ لے۔

یہ سن کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور اسی حال میں آپ نے دستک دے کر باآواز بلند کہا "اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید فرید فرید" اور دروازہ میں داخل ہو کر مشرقی دروازہ سے باہر آ گئے۔

الحال آن دروازه بهشتی ے گویند یعنی آج تک اس دروازہ کو بہشتی دروازہ کہتے ہیں۔ [18]

(جواہر فریدی صفحہ ۲۹۶، انوار الفریدی)

انتباہ: ہم جناب پیر صاحب کی امانت دفن کرنے والی بات سے بالکل متفق نہیں ہیں اس کے متعلق سید محمد کرامی علیہ الرحمہ کی گواہی جو حضرت باباصاحب کے دفن کے وقت موجود تھے لکھ چکے ہیں کہ حضرت بابا کو اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں ان کا مزار ہے مزید برآں یہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ "**فوائد الفواد**" صفحہ ۲۸۲ میں فرماتے ہیں:

ہم چناں نیکوست که همانجا که آین کس وفات یافت باید که هما نجا دن کنند آما این که امانت می نهند و باربرمی گیرند پسندیده زمیں ملک خدایست و عزو جل امانت چه باشد مگر اززینی که ملک دیگری با سند ازآنجاروا باشد که هرند۔

---

[18] (انوارالفرید، بہشتی دروازہ، 416/1، مطبوعہ الامان پرینٹنگ پریس لاهور)

یعنی: جس جگہ کوئی شخص وفات پائے یہی بہتر ہے کہ اس کو اسی جگہ دفن کیا جائے لیکن یہ لوگ (میت) کو امانت رکھتے ہیں پھر نکال لیتے ہیں پسندیدہ نہیں ہے زمین خدائے عزوجل کی ہے امانت کیا ہوتی ہے ہاں اگر کسی دوسرے ملک یا دوسرے کی ملکیت میں وہ جگہ ہو تو وہاں سے نکال لینا ٹھیک ہے۔ لہذا محقق (تحقیق شدہ) بات یہ ہے کہ حضرت باباصاحب علیہ الرحمہ کو اِتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں اب آپ کا مزار ہے۔[19]

فائدہ: بزرگوں کے نزدیک بہشتی دروازہ شیخ الاسلام والمسلمین شیخ بحر و بر حضرت بابافرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ کا فضل و کرم اور بخشش و عطاء ہے۔

تفرد باللہ الفرید فرید　　　فظل وحید و المشوق وحید　　　(انوار الفرید)[20]

---

[19] (فوائد الفواد، حصہ 4، مجلس 25، 281/1، مطبوعہ منظور بک ڈپو، بلبلی خانہ دہلی ہند سن اشاعت 1996،)

[20] (انوار الفرید، بہشتی دروازہ، 418/1، مطبوعہ الامان پرینٹنگ پریس لاھور)

بِہِشتی دروازہ کے اثباتی دلائل

۱۔حدیث شریف میں: قبر المومن روضة من ریاض الجنة[21]

یعنی:مؤمن کی قبر جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

فائدہ:سید داتا گنج شکر، بابا فرید قدس سرہ سے بڑھ کر اور کون مومن ہو سکتا ہے آپ کا مزار اگر جنت کی کیاری ہے تو لازماً جنت کا دروازہ ہوا۔

سوال:اس طرح سے ہر مومن کی قبر ریاض الجنہ ہے تو پھر بابا فرید قدس سرہ کے دروازہ کو بِہِشتی کہنے کی کیا تخصیص (خصوصیت) ہے۔

جواب:چونکہ خصوصیت سے ایک ولی کامل سیدنا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے الہام ربانی سے حکم پایا کہ

"من دخل هذا الباب آمن"

یعنی:جو اس دروازہ سے گزرے گا وہ امن پائے گا اسی خصوصیت پہ اسے بِہِشتی دروازہ کہا جاتا ہے۔

۲۔اللہ تعالیٰ کے بخشنے کے بیشمار اَسباب ہیں وہ کریم بندے کے معمولی سے عمل سے جنت عطاء فرماتا ہے اس کے چند نَظائر (مثالیں) عرض کروں گا اس موضوع پر فقیر کی مستقِل تصنیف "رحمت حق بہانہ می جوید" اس کے متعلق ایک شعر بھی مشہور ہے۔

رحمت حق بهانه می جوید رحمت حق بہانی جوید[22]

مانا کہ اعمال بہترین سرمایہ ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر ایک کو ان کی توفیق عطاء فرمائے اور پھر اپنی رحمت خاصہ کے ساتھ ان کو شرف قبولیت بھی بخشے بِہِشتی دری سے اس کی نفی مقصود نہیں صرف رحمتِ الٰہی کے غلبہ کا ذکر منظور ہے جو لوگ رحمت و فضلِ الٰہی سے قطع نظر داخلہ جنت کو صرف اپنے اعمال کا نتیجہ سمجھتے ہیں وہ قانونِ الٰہی کے خلاف ہے "تنبیه الغافلین" میں ہے کہ ایک شخص نے ۳۰۰ سال پہاڑ کی چوٹی پر عبادت کی، مرنے کے بعد اسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی نیکی کے سہارے میں جنت میں جائے گا یا فضل پر اس نے اپنی نیکی کا سہارا لیا اللہ تعالی نے ناراضگی کا اظہار فرمایا بالآخر اسے کہنا پڑا کہ تیرے فضل سے، اس پر غور ہو کہ اعمال صالح کی توفیق بھی محض فضلِ رب پر موقوف ہے اور اس کا فضل کسی سبب اور عِلّت کا محتاج نہیں ہے اس لئے اللہ تعالی اپنی بخشش کا سبب اولیاء کرام سے وسیلہ کو بنایا ہے حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا:

شنیدم که درروز اُمید وبیم بَدان را به نیکان ببخشد کریم

یعنی:میں نے سنا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالی بروں کو نیکوں کے طفیل بخشے گا۔[23]

حکایات اولیاء کرام

ذیل میں چند حکایات ملاحظہ ہوں کہ اولیاء کرام نے بھی خود اس طرح کے دعوے کئے تو اللہ تعالی نے ان کی خوشنودی میں اسی طرح فرمایا جیسے انہوں نے کہا۔

۱۔حضرت ابو نصر سراج علیہ الرحمہ صوفیائے کرام میں جو بلند مرتبہ رکھتے ہیں اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ نے "کشُف المحجوب" میں اور حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ نے "نفحات الانس" میں آپ کا ذکر انتہائی عزت واحترام کے ساتھ کیا ہے۔

---

[21](کنز العمال ۔ کتاب الموت من قسم الافعال ۔ ذکر الموت ۔ 700/15 ۔ الحدیث ۔ 42797 ۔ مطبوعه مؤسسة الرساله ۔ الطبعة الخامسة ۔ 1401ھ/1981ء)

[22](انوار الفرید، بہشتی دروازہ، 411/1، مطبوعہ الامان پرینٹنگ پریس لاھور)

[23](تنبیہ الغافلین (مترجم)، باب رحمت الٰہی کی امید وامید، 105/1 مطبوعہ برکاتی پبلیشرز کراچی، سن اشاعت 1989ء)

آپ ایک دفعہ ماہ رمضان میں بغداد شریف میں آئے اور مسجد شونیزیہ کے حجرہ میں قیام فرمایا درویشوں نے مُتفق ہو کر نماز میں آپ کو اپنا امام بنالیا آپ نے تراویح میں پانچ بار قرآن کریم ختم کیا روزانہ افطار کے وقت ایک آدمی حجرہ میں آپ کو ایک روٹی اور ایک کوزہ (مٹی کا برتن) پانی دے آتا تھا عید کی نماز پڑھا کر آپ بغداد شریف سے روانہ ہو گئے خادم مسجد نے حجرہ میں جا کر دیکھا تو پوری روٹیاں جوں کی توں موجود تھیں جب آپ کا انتقال کا وقت آیا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ بفضلہ تعالیٰ جو میت میرے مزار کے سامنے لائی جائے گی اس کی بخشش ہو جائے گی چنانچہ طوس میں اب تک یہ دستور چلا آرہا ہے کہ ہر جنازہ کو آپ کے مزار پر لاتے ہیں۔(نفحات الانس صفر ۳۱۴)[24]

۲۔ سیر الاقطاب میں حضرت شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھا ہے کہ

بشارت ازعالم غیب رسید که امروزہرکس کے روئے تو ببنید آتش دوزخ بروئے حرام کردد۔

یعنی: حضرت غوث بہاءالحق علیہ الرحمہ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ آج جو کوئی تمہارا چہرہ دیکھے گا اس پر آتشِ دوزخ حرام ہو جائے گی۔

(رسالہ بھشتیہ فریدیہ از نوار الفرید)

یہ سن کر حضرت اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ملتان کے کوچہ اور بازار میں گھومنے لگے تا کہ امتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں آپ کو دیکھ لیں اتفاقاً اس وقت میاں بھورا خادم حضرت باباصاحب علیہ الرحمہ بھی ملتان میں تھے انہوں نے جب مخلوق کا انبوہ (ہجوم) کثیر دیکھا تو پوچھا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے حضرت علیہ الرحمہ کی اس بشارت کی خبر ان کو دی ان کی زبان سے بے اختیار نکلا:

اگر ازکفش برداری حضرت گنج شکر آتش دوزخ حرام نه شد ازنادیدن روئے شیخ بہاء الدین صاحب دوزخ اختیارست(رسالہ بھشتیہ فریدیہ)

یعنی: اگر حضرت بابا فرید صاحب علیہ الرحمہ کی جوتیاں اٹھانے سے دوزخ مجھ پر حرام نہیں ہوئی تو پھر حضرت غوث بہاءالحق علیہ الرحمہ کے نہ دیکھنے سے دوزخ اختیار ہے۔[25]

یہ بات جب کسی نے حضرت غوث بہاءالحق کو سنائی تو انہوں نے میاں بھورا کے عقیدہ کی تعریف فرمائی۔(انوار الفرید)

جب بھورے میاں پاکپتن شریف حاضر ہوئے تو حضرت باباصاحب علیہ الرحمہ نے ان سے فرمایا مجھ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو کوئی میرا مرید ہو گا یا میرے مریدوں کا مرید ہو گا اس پر آتشِ دوزخ حرام ہو گی۔(اقتباس الانوار صفحہ ۷۴)

بھائی بہاءالحق پر آج یہ تجلّی (روشنی) نازل ہوئی ہے اور ان کو یہ بشارت بھی دی گئی ہے کہ جو آج ان کا چہرہ دیکھے گا وہ آتشِ دوزخ سے محفوظ رہے گا لیکن اس مسکین مسعود کو بارہا یہ خوشخبری دی جا چکی ہے اور میرے شیخ حضرت قطب الدین بختیار نے بھی مجھے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ جو کوئی فرید سے مصافحہ کرے گا اور اس کے مریدوں کا مرید ہو گا وہ عذابِ دوزخ سے نجات پائے گا۔(انوار الفرید)[26]

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ

من به یقین میدانم وبه رائی العین مشاهد کرده ام که شیخ من او اصلان درگاه بے نیازی بود ازمشربے که شیخ بایزید وجنید علیهم الرحمه ودیگرمستان عشق خدائے جامه ها پوشیده بود

---

[24](نفحات الانس از علامہ جامی، ابو نصر سراج، 314/1، مطبوعہ ملک فضل کے زئی لاہور)

[25](رسالہ بہشتیہ فریدیہ، 11/1، مطبوعہ قادری پریس لاہور، سن اشاعت 1882ء)

[26](انوار الفرید، بہشتی دروازہ، 415/1، مطبوعہ الامان پرینٹنگ پریس لاہور)

یعنی: میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ میں نے بچشمِ خود (اپنی آنکھوں سے) معائنہ کیا ہے کہ میرے شیخ درگاہِ بے نیازی کے واصلوں میں سے ایک تھے اور وہ مشرَب (مسلک) رکھتے تھے جو حضرت بایزید اور جنید علیہما الرحمہ اور دوسرے مَستانِ عشقِ خدا کا ہے انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ کو بارگاہ الٰہی میں کچھ ابرو (قدر و منزلت) ہوئی تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک تم کو اور تمہارے مریدوں کو اپنے ہمراہ نہ لے لوں گا جنت میں قدم نہیں رکھوں گا۔(انوار الفرید) [27]

فائدہ: یہ دعویٰ اسی حدیث شریف کے مطابق ہے کہ حضور سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ کوفہ میں فرمارہے تھے کہ اے عراقیوں! تمہیں لوگ کہتے ہیں کہ رحمت سے پراُمید ہونے پر آیت لاتقنطوا من رحمة الله زیادہ اُمید دلاتی ہے لیکن ہم اہلِ بیت کہتے ہیں کہ آیت ولسوف يعطيك ربك فترضى زیادہ اُمید دلاتی ہے [28] کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ کا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوا۔

نماند بدوزخ کے در گرو
که وارد چو تو سیدی پیشرو

عطائے شفاعت چنانش دهند
که امت تمام ز دوزخ رهند

ترجمہ: دوزخ میں کوئی بھی مُقید نہ ہوگا جب آپ جیسا سردار امام رکھتا ہے آپ کو شفاعت کی عطاء اتنی حاصل ہوگی کہ آپ کی تمام امت دوزخ سے نجات پا جائے گی۔

شفاعتِ کل: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشفع لامتی حتی ینادی لی ارضیت یا محمد فاقول رب قدر ضیت [29]

ترجمہ: میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے آواز آئے گی اے محبوب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب راضی ہو؟ میں کہوں گا میرے رب میں راضی ہو گیا۔(روح البیان پارہ ۳۰ سورۃ الضحٰی)

تکملة الریاحین میں لکھا ہوا ہے کہ

حضرت غوث الاعظم میرمحی الدین عبد القادر، جیلانی فرموده اند که:ہر مسلمانی که درمسجد و خانقاه من گزشه است عذاب قیامت باد نخواهد شد.

یعنی: غوث الاعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو مسلمان میری مسجد اور میری خانقاہ میں سے گزرا اس پر عذاب قیامت نہ ہوگا۔(انوار الفرید) [30]

---

[27] (انوار الفرید، بہشتی دروازہ، 413/1، مطبوعہ الامان پرینٹنگ پریس لاہور)

[28] (كتاب التوحيد وإثبات صفات الرب عز وجل، باب ذكر إرضاء الله تعالى نبيه محمدا صلى الله عليه وسلم في الشفاعة يوم القيامة مرة بعد أخرى حتى يقر بأنه قد رضي بما قد أعطي في أمته من الشفاعة، 673/2، الناشر: مكتبة الرشد السعودية – الرياالطبعة: الخامسة، 1414هـ 1994م)

[29] (تفسير روح البيان، تحت سورة الضحى، 455/10، الناشر: دار الفكر – بيروت)

[30] (رسالہ بہشتیہ فریدیہ، 11/1، مطبوعہ قادری پریس لاہور، سن اشاعت 1882ء)

رضی الله عنه أعطيت سجلا مد البصر فيه اسماء اصحابي و مريدي لی يوم القيامة وقيل قد وهبو الك و سالک مالکا خازن النار هل عندك احد من اصحابي؟ فقال لا وعندہ ربي وحلاله ان يدی علی مريدی کا السماء علی الارض ان لم يکن مريدی جيدا فانا جيدا الخ ۔(تفریح الخاطر صفحہ ۱۹۹)[31]

ترجمہ: سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تاحدِ نگاہ ایک رجسٹر(Register) دیا گیا اس میں میرے دوستوں اور مریدین تا قیامت نام کی فہرست تھی مجھے کہا گیا کہ یہ تجھے عطاء کئے گئے ہیں میں نے مالک دوزخ کے داروغہ (چوکیدار) سے پوچھا کہ تیرے ہاں میرے دوستوں میں سے تو کوئی نہیں اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے رب تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ایسے ہے جیسے آسمان زمین پر کیا ہوا میرا مرید جیّد (بہتر) نہیں تو میں جیّد (بہتر) ہوں۔

اس قسم کے بیشمار واقعات اولیاء کرام سے منقول ہیں۔

سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت:

سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت کی روایات بھی ہماری مؤیّد ہیں علامہ جلال الدین سیوطی نے "جمع الجوامع" میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "شرح مشکوۃ" میں اور ملا علی قاری نے "معدن العدن" میں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اَحادیث نقل کی ہیں جس میں ان میں سے ایک روایت یوں ہے کہ حضرت یحیٰ ابن مُسیَّب نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوگا اس کے بدن میں ایک بیماری ہوگی وہ خدا سے دعا کرے گا تو وہ بیماری جاتی رہے گی صرف ایک درہم کے برابر اس کا نشان اس کے پہلو میں باقی رہے گا جس کو دیکھ کر وہ خدا کو یاد کیا کرے گا جب تم اس سے ملو تو میرا سلام کہنا اور اپنے لئے دعا کرانا کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہے کہ اگر وہ کسی بات پر خدا کی قسم کھائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو سچا کر دے اور قیامت کے دن اس کی دعا سے قبیلہ ربیعہ اور مصر کی بکریوں کی تعداد کے برابر میری امت کے آدمیوں کی شفاعت ہوگی۔اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب "ذکر اویس" میں پڑھئے۔[32]

سیدنا اویس قرنی اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شفاعت:

"تفریح الخاطر" میں ہے کہ "منازل الاولیاء في فضائل الاصفیاء" لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق کے پاس جانے کی وصیت فرمائی تھی اور فرمایا کہ اویس قرنی کو میرا سلام کہنا اور میری یہ قمیص انہیں دے دینا اور میری امت کے لئے ان سے دعا کرانا چنانچہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دونوں حضرات آپ کی قمیص مبارک لے کر اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ایک وادی میں آپ سے ملاقات کی درآنحالیکہ آپ سربسجود بارگاہِ الٰہی میں خُشوع و خُضوع (عاجزی اور انکساری) سے زاری (آہ و فریاد) کر رہے تھے جب انہوں نے سجدہ سے سر اٹھایا تو ان دونوں حضرات نے سلام کہا آپ نے ان حضرات سے مصافحہ کرتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور ان سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کو باکمالِ ادب (انتہائی ادب سے) لیا اور پہلے سر پر رکھی پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے پہن لیا انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا سلام کہا اور آپ کی

---

[31](تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر ، المنقبۃ الثانیۃ والستون فی اعطاء اللہ لہ سجلاً ، ج1، ص65 الی 66 ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[32](انوار الفرید، بہشتی دروازہ، ج1 ص412 الی 413، مطبوعہ الامان پرینٹنگ پریس لاہور)

امت کے لئے دعا مانگنے کا سوال کیا حضرت اویس قرنی سجدہ میں گرپڑے اور امت محمدیہ کی مغفرت کے لئے دعا مانگی پھر سر اٹھایا اوران سے کہا کہ میں نے آپ کی تمام امت کے لئے مغفرت کی دعا مانگی تھی لیکن ندا آئی اپنا سر اٹھالے میں نے تیری شفاعت سے نصف امت کو بخش دیا اور دوسری نصف کو اپنے محبوب غوث اعظم کی شفاعت سے بخشوں گا جو تیرے بعد پیدا ہوگا میں نے عرض کی اے پروردگار تیرا وہ محبوب کون ہے اور کہاں ہے تاکہ میں اس کی زیارت کرلوں خطاب ہوا وہ

مَقْعَدِ صدقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ اور ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَينِ اَوْ اَدْنٰی

کے مقام پر ہے وہ میرا محبوب ہے اور میرے محبوب کا بھی محبوب ہے وہ قیامت تک اہلِ زمین کے لئے حجت ہوگا اور سوائے صحابہ کرام اور آئمہ عظام کے تمام اولین وآخرین کے اولیاء کی گردنوں پر اس کے قدم مبارک ہوں گے جو اسے قبول کرے گا اس کو دوست رکھوں گا اویس قرنی فرماتے ہیں میں نے بھی قبول کیا اور اس کے قدم کے آگے اپنی گردن جھکائی اور اس کی ولایت کی تصدیق کی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔[33]

سوال: اس روایت میں مبالغہ ہے اور غُلو (حد سے تجاوز) بھی اس لئے کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی بلکہ افضل التابعین ہیں اور ان کے فضائل اَحادیث سے ثابت ہیں اور یہاں قدم کے سامنے گردن جھکانے سے ان کی توہین ہے۔

جواب: ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے جیسے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صحابیت ہوئی پھر تابعیت۔ بس آگے قادری منزل یا غوث۔[34]

افضیلت اور بات ہے پیار و محبت اور شئے، یہ گردن جھکانا پیار کا نشان ہے۔ حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالی عنھما کا سیدنا اویس رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس جانا افضیلت کے خلاف نہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بتوں کو توڑنا اور حضور علیہ السلام کا انہیں اٹھانا[35] پیار و محبت ہے نہ کہ افضیلت (فافهم ولا تكن من الانبياء)

حدیث شریف میں ہے کہ: ان رحمتی سبقت غضبی میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر گئی ہے۔[36]

یعنی: اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لئے رحمت کے دروازے عام کھلے رکھتا ہے کسی پر غَضب آ بھی جائے تب بھی رحمت سَبقت کر جاتی ہے۔ اس سے غضب کو روک لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ بندوں کے معمولی سے معمولی اَعمال پر ان کی بہت بڑی اور سخت غلطیاں معاف کر دیتا ہے۔

☆۔۔۔دوزخ میں ایک بندے کو دھکیلا جا رہا ہو گا فرمان ہو گا اسے چھوڑ دو اور بہشت میں داخل کرو کہ اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا۔(بخاري ملخصا)[37]

☆۔۔۔یونہی ایک بندے کے لئے حکم ہو گا اسے دوزخ سے ہٹا کر بہشت میں لے جاؤ اس لئے کہ اس نے راستہ سے کانٹا وغیرہ ہٹایا۔(بخاري ملخصا)[38]

☆۔۔۔نام محمد رکھنے سے اس کے ماں باپ کو جنت نصیب ہو گی۔(مواهب اللدنيه ملخصا)

---

[33] (تفريح الخاطر فی مناقب الشيخ عبد القادر، المنقبة السادسة والعشرون فی نجاة نصف الامة بشفاعته، ج1/ص34 الی 35، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت)

[34] (حدائق بخشش، وصل سوم، 259/1، مطبوعه مکتبة المدینه کراچی، سن اشاعت 1433ھ/2012ء)

[35] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الجهاد، باب تكسيره الأصنام، 23/6، الحديث، 9836، الناشر: مكتبة القدسي، القاهرة، عام النشر: 1414 هـ، 1994 ء)

[36] (مشكاة الصابيح، كتاب احوال القيامة وبدء الخلق، باب بدء الخلق وذكر الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، الفصل الاول، 1588/3، الحديث 5700، مطبوعه المكتب الاسلامی بيروت، الطبعة الثالثة، 1985 ء)

[37] (الصحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان، 43/1، الحديث 173، دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[38] (الصحيح البخاری، كتاب المظالم، باب من أخذ الغصن، وما يؤذي الناس في الطريق، فرمى به، 135/3، الحديث 2472، دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422هـ)

☆۔۔۔۔ابنِ نجار نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینار سے روایت کیا کہ میں جمعہ کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے تو میں نے کہا کہ لا الہ الا اللہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی بخشش کر دی ہے تو ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اے مالک بن دینار! یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے مومن بھائیوں کیلئے میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟ تو آواز آئی کہ ایک مومن بندہ اس قبرستان میں داخل ہوا اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور اس کا ثواب اہلِ قبر کے لئے بخش دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر میں بھی ہر شب جمعہ کو ثواب ہدیہ کرنے لگا تو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ فرما رہے تھے کہ اے مالک! جتنے نور تو نے ہدیہ کئے ان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرما دی اور تیرے لئے جنت میں ایک محل تیار کیا۔[39]

"تاریخ ابن نجار" میں کثیر بن سالم ہیتی کے تذکرے میں ہے کہ انہوں نے بڑی شدَّت (سختی) سے یہ وصیت کی کہ ان کی قبر جب مٹ جائے تو اس کی دوبارہ تعمیر نہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے جن کی قبریں مٹ جاتی ہیں تو میں تمنا رکھتا ہوں کہ میرا بھی شمار انہیں لوگوں میں ہو جائے۔

☆۔۔۔۔ابنِ نجار نے کہا کہ آثار میں اس قسم کی روایات ملتی ہیں پھر انہوں نے اپنی سَند سے وہب بن مُنبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ارمیاء اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ایسی قبروں پر گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا پھر ایک سال بعد گزرے تو عذاب ختم ہو چکا تھا تو انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ الٰہی کیا وجہ ہے کہ پہلے ان کو عذاب ہو رہا تھا اب ختم ہو گیا؟ تو آسمان سے ندا آئی کہ اے ارمیاء ان کے کفن پھٹ گئے بال بکھر گئے اور قبریں مٹ گئیں تو میں نے ان پر رحم کیا اور ایسے لوگوں پر میں رحم کیا کرتا ہوں۔[40]

فائدہ: غور فرمائیے وہ کریم اپنے بندوں کو کیسے کیسے اَسباب سے بخشتا ہے اور یہ عام اَسباب ہیں اولیاء کرام کا جن اُمور میں واسطہ ہو ان پر خصوصی کرم ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت تک ہے جب کسی کے ذہن میں اولیاء کرام کی عزت و وقار کا خیال ہو اور جو سرے سے انہیں بُت تصور کرتا ہو تو اسے شرک نہ نظر آئے گا تو کیا نظر آئے گا۔

اولیاء کرام کا فیضان

ذیل میں فقیر چند بزرگوں کے فیوضات و برکات کی تفصیل عرض کرتا ہے کہ وہ بعدِ وصال اپنے مُتعلِّقین سے کتنی شَفقت ورَحمت فرماتے ہیں۔

چونکہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جُملہ (تمام) اولیاء سے مُقتدر ہیں۔ اسی لئے تبرکاً ان کے تَصرُّفات سے آغاز کیا جاتا ہے لیکن ان کے تَصرُّفات و کرامات بے شمار ہیں اس لئے چند تَصرُّفات کا ذکر درج ذیل ہے ان کے قصیدے کے چند اشعار پر تَصرُّفات کا ذکرِ خیر ختم کر کے آگے بڑھوں گا۔

غوث اعظم کے تَصرُّفات

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

---

39)شرح الصدور فی احوال القبور ، ماینفع المیت فی قبرہ ، 306/1 ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ،

40)شرح الصدور فی احوال القبور ، باب قرائۃ القرآن للمیت او علی القبر ، فصل ، 313/1 ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ،

فلو القيت سرى في بحار	لصار الكل غورا في الزوال
ولو القيت سرى في جبال	لدكت و اختفت بين الرحال
ولو القيت سرى فوق نار	لخمدت و انطفت من سرحال
ولو اقيت سرى فوق ميت	لقام بقدرة المولى تعالى
وما منها شهور او دهور	تمر وتنقضی الا اتالي

منظوم ترجمہ: از انوار لاثانی

جو دریاؤں میں اپنا راز ڈالوں آب ہو غائب	خدا کی شان سے ہر بحر ہونا پید، پیدا ہر
گر ڈالوں میں اپنا راز پتھر پہاڑوں میں	تو ریگ دشت کے ذروں میں گم ہو جائیں پس پس کر
اگر ڈالوں میں اپنا راز آتش پر تو ٹھنڈی ہو	کچھ اس انداز سے روشن نہ ہو پھر فرش گیتی پر
اگر ڈالوں میں اپنا راز لوگو ! چشم بے جاں پر زمانہ یا	خدائے پاک کی قدرت سے اٹھے زندگی پا کر
مہینہ ایسا دنیا میں نہیں آتا !	غلامانہ سلامی جو نہ دے پہلے مرے در پر

فائدہ: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اِحیائے موتیٰ (مردے زندہ کرنا) اسلام کی حَقّانِیَّت (سچائی) اور توحید کی عظمت کی دلیل ہے تو حضور غوث پاک کا اِحیائے موتیٰ اس کی دلیل کیوں نہیں، یقین ہے اور بزرگانِ دین کے کردار نے ہی نہیں ان کے مُحَیِّرُ الْعَقْل (عقل کو حیران کر دینے والی) قوتوں نے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کو راہِ حق دکھائی ہے۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری، خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت فرید الدین گنج شکر، سیدنا مجدد الف ثانی جیسی عظیم شخصیات تھیں جنہوں نے براعظم کی طاغوتی طاقتوں (شیطانی طاقتوں) کو اپنی ایمانی قوتوں سے نیچا دکھایا ان کی نظر کیمیاء اثر وہ کام کر جاتی تھی جو بڑے بڑے لشکروں سے نہیں ہو سکتا۔

تَصرُّفات بَعدالوَفات:

انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے تصرُّفات دنیوی زندگی تک محدود نہیں رہتے بلکہ دنیا سے جانے کے بعد ان میں بدرجہا اضافہ ہو جاتا ہے وہ اپنی مقدّس قبروں میں بالکل زندہ ہوتے ہیں اور کبھی کسی وجہ سے ان کی قبر میں کوئی سوراخ وغیرہ ہو جائے تو ان کا بدن وکفن اپنی سالمیت کے ساتھ اسلام کی حَقّانِیَّت کا خاموش اعلان کرتا ہوتا ہے۔ (سائنس کے اس دور میں یہ بات کتنی حیرت انگیز نظر آتی ہے کہ سالوں بلکہ صدیوں پہلے کا دفن کیا ہوا شخص پوری طرح صحیح وسالم ہے آخر کیوں؟ اگر اس کی وجہ ایمان وعرفان نہیں تو کسی کافر، مشرک اور منافق کی قبر میں ایسا کیوں نہیں ہوتا) ابھی چند سال پہلے حضور رَحْمَتً لِّلْعٰلَمِیْنَ (دوجہانوں کی رحمت) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی قبریں کھولی گئیں تو مدینہ منورہ میں زائرین اور ساکنین (رہائشیوں) کے ایک جم غفیر نے ان کے

بدن وکفن کو بالکل درست حالت میں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ان اللہ والوں میں بعض نماز و تلاوت میں بھی مصروف دیکھے گئے ہیں اور بعض کی آواز قرأت بھی سنی جاتی رہی ہے جیسا کہ حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمۃ کے متعلق مشہور ہے۔[41]

مزارات پر دعاؤں کی قبولیت:

مزارات پر دعاؤں کا(اللہ کی بارگاہ میں)زیادہ قبول ہونا بھی مسلّم رہا ہے۔جیسا کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قبر موسی الکاظم تریاق مجرب لاجابۃ الدعا[42]

یعنی: حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار قبولیت دعا کے لئے آزمودہ(مُجرّب)تِریاق ہے۔(حاشیہ مشکوۃ باب زیارۃ القُبور)

بلکہ صاحب قبر کی توجہ کا اثر بھی مرادوں کے حصول میں مُجرّب مانا جاتا رہا ہے خواجہ اجمیر نے والی ہجویری (علیہما الرحمہ) کے مزار پر چِلہ کشی کر کے اس اثر کی تصدیق یوں فرمائی تھی:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا　　　ناقصاں را پیر کامل، کاملاں را رہنما

معمولاتِ صحابہ:

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحابہ وتابعین نے بارش کی شکایت کی تو آپ نے حضور علیہ السلام کے قبر مبارک سے اینٹ ہٹانے کا حکم فرمایا[43] (مشکوۃ شریف)

اگر مزارات سے فائدہ حاصل نہ کیا جاتا تو بی بی نے یہ حکم کیوں فرمایا؟۔

مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

وروي: أن عبد الله بن عمر خدرت رجله فقيل له: اذكر أحب الناس إليك يزل عنك.. فصاح يا محمداه فانتشرت[44]

(الشفاء ۱/۱۸)

پاؤں سن ہو گیا ان سے کہا گیا جو شخص آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اسے یاد کیجئے آپ سے یہ تکلیف زائل(دور)ہو جائے گی۔حضرت عبداللہ بن عمر نے زور سے پکارا یا محمداہ وتو آپ کا پیر ٹھیک ہو گیا۔

فائدہ: شارحین اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں:

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "فصاح" کی شرح میں فرماتے ہیں: ای فنادی با علی صوتہ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے پکارا۔اور یا محمداہ کی شرح میں لکھتے ہیں: و کانہ رضی اللہ تعالی عنہ قصد بہ اظہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثہ (شرح شفاء)

---

[41] (شرح الصدور فی احوال القبور، فصل فيه فوائد،، 188/1، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[42] (حیاۃ الحیوان الکبری، باب الباء الموحدۃ، فائدۃ، 189/1، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، 1424 ھ)

[43] (مشکاۃ الصبابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب الکرامات، الفصل الثانی، 1676/3، الحدیث 5950، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، 1985ء)

[44] (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثاني في لزوم محبته صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث ما روي عن السلف والأئمة من محبتهم للنبي صلى الله عليه وسلم وشوقهم له، 53/2، مطبوعه دار الفيحاء – عمان الطبعة: الثانية 1407 ھ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِظہارِ محبت کے ضمن میں فریاد کی اور مدد طلب کی۔[45]

علامہ خِفاجی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وھذا مما تعاھدہ اھل المدینۃ   یعنی اہلِ مدینہ کے نزدیک یہ عمل معروف ہے۔(شرح شفاء)[46]

اس حدیث کو امام بخاری نے "الادب المفرد" صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ مصر میں روایت کیا ہے[47] شوکانی نے "تحفۃ الذاکرین" صفحہ ۳۹ میں، امام نووی نے "کتاب الاذکار" صفحہ ۱۳۵ میں اس کے علاوہ اور بھی متعدّد (کثیر) حوالہ جات ہیں۔[48]

☆۔۔سید عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے بھی اس طرح منقول ہے (کتاب الاذکار للنووی رحمۃ اللہ علیہ)[49]

بلکہ اہلِ مدینہ کا تو اسی طرح کا معمول بن گیا کہ جب بھی کوئی مشکل آجاتی تو کہہ اٹھتے یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، جشن کا حوالہ گذر چکا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تکلیف اور مصیبت کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ کا پکارنا اور آپ سے غائبانہ مدد چاہنا حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے اور یہ کہ ان کے پکارنے پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ سے ان کا پاؤں ٹھیک ہو گیا اور تکلیف زائل ہو گئی۔ (باب مخالفین کے اکابرین کے بیانات)

فقیر کا تجربہ ہے کہ مخالفین کو قرآن وحدیث یا اسلاف صالحین کی تصریحات پیش کی جائیں تو ہزاروں تاویلیں گھڑتے ہیں لیکن جب ان کے بڑوں کی عبارات دکھائی جائیں تو خاموش رہ جاتے ہیں چند نمونے (مثالیں) ملاحظہ ہوں۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ جو اِستعانَت اور اِستِمداد بِالمخلوق بَاعتِقادِ علم وقدرت غیر مُنتقل ہو مگر وہ علم وقدرت سے کسی دلیل صحیح سے ثابت نہ ہو مَعصِیَّت (نافرمانی) ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت ہو نہ مستقِل نہ غیر مستقِل پس اگر طریقِ اِستمداد مقید ہو تب بھی جائز ہے جیسے "اِستِمداد بالتاء والماء والواقعات التاریخۃ" یہ کل پانچ قسمیں ہیں۔ پس اِستِمدادِ اَرواح مشائخ سے صاحبِ کَشفُ الاَرواح کے لئے قسم ثالث ہے اور غیرِ صاحبِ کَشف کے لئے محض ان حضرات کے تصوُّر اور تذکرے سے قسِم رابع ہے۔ (بوادر النوادر ۱۵۹۔۱۶۰)[50]

فائدہ: تھانوی صاحب نے جو قسمیں بیان کی ہیں ان میں سے:

---

[45] (شرح الشفا لملا علی القاری، القسم الثاني، الباب الثاني في لزوم محبته عليه الصلاة والسلام، فصل، فيما روي عن السلف والأئمة من محبتهم للنبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، 43/2، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1421 ھ)

[46] (نسيم الرياض شرح الشفا لقاضی عياض، القسم الرابع، الباب الثاني في لزوم محبته عليه الصلاة والسلام، فصل، فيما روي عن السلف والأئمة من محبتهم للنبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، 355/3، مطبوعہ دار الكتب العلميہ بيروت).

[47] (الأدب المفرد، باب ما يقول الرجل إذا خدرت رجله، 335/1، الحديث، 964، مطبوعہ دار البشائر الإسلامية – بيروت الطبعة: الثالثة، 1409ھ / 1989ء)

[48] (تحفة الذاكرين بعدة الحصن الحصين من كلام سيد المرسلين، مَا يَقُوله من خدرت رجله، 332/1، الناشر: دار القلم بيروت لبنانلطبعة: الأولى، 1984

[49] (الاذكار للنووی، كتاب الاذكار المتفرقة، باب ما يقوله إذا خدرت رجله، 492/1، الحديث 1573، الناشر: الجفان والجابي دار ابن حزم للطباعة والنشر: الطبعة الأولى 1425ھ 2004ء)

[50] (بوادر النوادر، غریبہ نمبر 54، دراحکام اقسام استعانۃ بالخلوق، ج 1/82 الی 83، مطبوعہ اشرف العلوم دار الاشاعت دیوبند)

پھلی قسم: یہ ہے کہ مستقِل یعنی ذاتی علم وقدرت کاعقیدہ رکھ کر کسی مخلوق سے مدد مانگی جائے اس صورت کو انہوں نے شرک قرار دیا ہے اور ہم بھی اسے شرک ہی سمجھتے ہیں۔

دوسری قسم: یہ ہے کہ غیر مستِقل یعنی عطائی علم وقدرت کاعقیدہ رکھ کر کسی مخلوق سے مدد مانگی جائے اور علم وقدرت کسی صحیح دلیل سے ثابت نہ ہو تو یہ صورت بھی کفر وشرک نہیں بلکہ صرف مَعصِیَّت ہے یہ بھی ٹھیک ہے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ غیر مستِقل یعنی عطائی علم وقدرت کاعقیدہ رکھ کر کسی مخلوق سے مدد مانگی جائے خواہ وہ مخلوق زندہ ہو یا فوت شدہ اور وہ علم وقدرت دلیلِ صحیح سے ثابت ہو تو یہ صورت قطعاً جائز ودرست ہے۔

اس تیسری قسم میں ہماری گفتگو ہے خیال رہے کہ تھانوی صاحب نے جواز اور عدم جواز کامدار اِستقلال اور عدمِ اِستقِلال پر رکھا ہے جیسا کہ اہلِ سنت کہتے ہیں ورنہ اُمور مافوق الاَسباب یاماتحت الاَسباب یا اُمور عادیہ یا اُمور غیر عادیہ پر (جیساکہ بعض مخالفین کانیا(بدعت) تیار کردہ حربہ ہے)

کوئی جھگڑانھیں

تائید اھل سنت: اس قسمِ ثالث کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں اِستمِداد اِرواح مشائخ سے صاحبِ کَشْفُ الاَرواح کے لئے قسمِ ثالث ہے قسمِ ثالث کا مطلب یہ ہے کہ جولوگ اپنی قوتِ کَشْف کے ذریعہ روحوں کو دیکھتے سنتے ہیں وہ اگر اولیاء کرام کی اَرواح طَیّبات سے مدد طلب کریں تو یہ صورت قطعاً جائزاور درست ہے۔

انبیاء کرام اور عظام کے عطائی علم اور قدرت اور اختیار کو انہوں نے دلیلِ صحیح سے ثابت مان لیا ہے کیونکہ قسمِ ثالث کو انہوں نے اس قسم کے ساتھ مشروط کیا ہے۔کَشْف کی قوتوں کے ذریعہ اَرواح کو دیکھنا سننا دلیل سے ثابت ہے۔

شاہ عبد الحق محدث دھلوی قدس سرہ:

اگرچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ہمارے اکابرین میں سے ہیں لیکن مخالفین موڈ(Mode) میں آجائیں تو کبھی ان کا حوالہ مان جاتے ہیں بلکہ موج میں آجائیں توانہیں حضوری والاماننے لگ جاتے ہیں۔ (الافاضات الیومیہ) [51]

شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ

:وقد يكون خاطر الشيخ، فهو إمداد همة الشيخ يصل إلى قلب المريد الطالب مشتملاً على كشف معضل وحلِّ مشكل حصل للمريد في الواقعات والواردات الربانية، وهذا الخاطر إنما يرد على قلب المريد عند اشتكشافه ذلك باستمداده من ضمير الشيخ، فينكشف ويتبين الحال، سواء كان الشيخ حاضرًا أو غائبًا، حيًّا أو ميتًا، يدل عليه ما قال الشيخ العارف بالله علي بن حسام الدين المتقي أسكنه الله بحبوحة جنته، وتغمده بلطفه ورحمته: يا عبد الوهاب إذا أشكل عليك شيء من الواقعات والواردات فاعرضها عليَّ بقلبك، واستكشف ذلك باستمدادك مني ولو بعد موتي، فجرَّبت ذلك فوجدته كما

---

[51] الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، 6/7، اشرف المطابع، تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر، یوپی، بھارت)، طبع 1941ء

قال. وهذا الخاطر أيضًا في الحقيقة داخل تحت خاطر الحق سبحانه؛ لأن قلب الشيخ بمثابة باب مفتوح إلى عالم الغيب، وهو واسطة بين المريد وبين الحق سبحانه. فيصل إمداد فيضه على قلب المريد بواسطته. انتهى كلامه قدس سره

(لمعات عربي شرح مشكوة شريف ۱۴۰، ۱/۱۴۱۔) [52]

ترجمه: مرید کے دل میں کبھی ایسی بات آتی ہے جو شیخ کی توجہ کی مدد سے مرید کے دل میں پیدا ہوتی ہے جس کے سبب سے وہ مشکلات جو مرید کے وظائف اور معمولات میں پیدا ہوتی ہیں وہ حل ہو جاتی ہیں اور مرید کے دل میں یہ بات اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنی مشکلات میں اپنے شیخ سے اس کے حل کے لئے مدد طلب کرتا ہے پھر اس کی مشکل حل ہو جاتی ہے علاوہ ازیں (اس کے علاوہ) کہ شیخ حاضر ہو یا غائب زندہ ہو یا فوت شدہ اس پر دلیل یہ کہ شیخ عارف باللہ علی بن حسام الدین متقی (اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ جنت عطا فرمائے اور ان پر اپنے لطف اور رحمت کی بارش کرے) نے فرمایا اے عبد الوہاب جب تم کو اپنے وظائف اور معمولات میں کوئی مشکل پیش آئے تو اس مشکل کو اپنے کو اپنے قَلب (دل) کے ساتھ مجھ پر پیش کرنا اور اس کے حل کے لئے مجھ سے مدد طلب کرنا خواہ میری موت کے بعد ہی ہو شیخ عبد الوہاب فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا تجربہ کیا اور اس کو درست پایا اور دل میں یہ بات بھی دراصل اللہ تعالیٰ کے اِلتِفات (عنایت) سے آتی ہے کیونکہ شیخ کا قَلب ایک کھلے ہوئے دروازہ کے منزلہ میں ہے۔ کیونکہ وہ مرید اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے پس مرید کے قَلب تک شیخ کی وِساطت (وسیلہ) سے فیض پہنچتا ہے۔

فائدہ: قارئین! غور فرمائیں کہ جس شاہ صاحب کے لئے یہ مان گئے ہیں کہ وہ جب چاہیں ہر وقت حضور علیہ السلام کا دیدار کریں وہی کچھ وہ فرما رہے ہیں جو اہلِ سنت کہتے ہیں لیکن ضد اور تَعَصُّب (طرف داری) کا خدا بیڑا غرق کرے یہی مخالفین کو آڑے آئے ہوئے ہے۔

مردہ بیوی سے ہم کلامی:

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ یہ (ابو عبد اللہ) فقیہ، عالم، صالح، صاحبِ کرامات و مکاشفات تھے ان کے کَشف و کرامات میں یہ بھی ہے کہ ایک ذی اِقتِدار (صاحب اختیار) شخص ان کا مرید تھا اس کی بیوی مر گئی وہ اس سے بہت محبت کیا کرتا تھا اس لئے بہت سخت رنج (دکھ) ہوا۔ فقیہ محمد بن موسیٰ کے پاس پہنچا اور اپنی حالت کی شکایت پیش کی اور عرض کیا میری تمنا یہ ہے کہ اسے دیکھ لوں اور جان لوں کہ اس پر کیا گذری ہے فقیہ نے عذر کیا مگر اس نے نہ مانا اور عرض کیا جب تک میری حاجت پوری نہ ہوگی میں نہیں جاؤں گا۔ فقیہ کے یہاں اس کی قدر و منزلت بہت تھی آپ نے اس سے تین دن کی مُہلت مانگی پھر اس کو ایک دن بلایا اور فرمایا اس حجرہ میں اپنی بیوی کے پاس چلے جاؤ یہ اندر گیا تو اس کو اچھی حالت اور اچھے لباس میں پایا حال پوچھا تو اس نے کہا یہی بہتر حالت ہے اس کو بہت مَسَرَّت (خوشی) ہوئی اور خوش خوش ہَشّاش بَشّاش (خوش اور ہنستا ہوا) حضرت فقیہ کے پاس باہر آ گیا۔ (جمال الاولیاء ۱۳۴، ۱۳۵) [53]

فوائد: اس واقعہ سے تھانوی صاحب نے تصریح (وضاحت) کی ہے کہ اولیاء اللہ کو قبر اور بَرزَخ کے اَحوال کا علم ہوتا ہے اور وہ جب چاہیں بَرزَخ کے لوگوں کو اس دنیا میں وارد کر سکتے ہیں اور مشکلات میں مسلمان اولیاء اللہ کی طرف رُجوع (رُخ) کرتے ہیں اور یہی کچھ ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

---

[52] (لمعات التنقيح عربي شرح مشكاة المصابيح، كتاب العلم، باب الوسوسة، الفصل الثاني، 334/1، مطبوعه دار النوادر، دمشق سوريا، الطبعة الاولى، 1435ھ/ 2014ء)

[53] (جمال الاولیاء، ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ کی حکایت، ج1/ص134 الی135، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور، سن اشاعت، 1359ھ)

راستہ مل گیا:

یہی تھانوی محمد بن علوی بن احمد کے بارے میں لکھتے ہیں: آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ کا ایک خادم راستہ میں کسی لَق ودَق (ویران) جنگل میں جا پہنچا اور جب اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس نے ان سے اِمداد (مدد) چاہی اور چلا گیا تو ایک شخص کو محسوس کیا جو کہہ رہا ہے "یہ رہا راستہ" تو یہ راستہ پر پہنچ گیا۔[54]

ہلاکت کے یقین ہونے کے باوجود اس شخص نے خدا کی طرف نہیں بلکہ اپنے پیر کی طرف رُجوع کیا اگر ہم یہی بات کہہ دیں تو مخالفین شرک سے کم نہیں کہتے۔ اس واقعہ کو بیان کر کے تھانوی صاحب اللہ تعالی کی قدر کم نہیں کر رہے بلکہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اولیاءاللہ کو کتنے عظیم مقام سے نوازا ہے۔

مزار کی مٹی سے شفاء:

تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

صاحبِ کرامت اکابر اولیاء میں سے ہیں شہر تریم علاقہ حَضَر موت میں ۸۵۰ھ میں تَوَلُّد (پیدا) ہوئے ہیں آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ مُستجاب الدعا (جس کی دعا بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت پائے) تھے آپ نے اپنے مُتوسِّلین کی ایک جماعت کے واسطے دینی اور دنیوی اُمور کی دعا فرمائی جن کو ان لوگوں نے حاصل کر لیا سید عبداللہ بن علوی بن محمد جو قبیلہ دُوَیلہ کے آزاد کردہ غلام تھے عبادت اور ریاضات میں بہت مجاہدے کیا کرتے اور فُتوحاتِ غیبیہ (عطیاتِ الٰہی) کا انتظار رکھتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ اِخیرِ عمر میں حق تعالی تم کو فُتوحاتِ غیبیہ سے نوازیں گے پھر ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے کہا تھا بیان کیا گیا ہے کہ ایک چور نے آپ کے کھجور کے درختوں پر سے کچھ پھل چوری کر لیا تھا تو اس کے بدن میں زخم ہو گئے اور اس قدر تکلیف ہوئی کہ نیند حرام کر دی صبح ہوئی وہ حضرت شیخ کی خدمت میں معذرت کے لئے حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ فلاں صاحب کی قبر پر جاؤ اور اس کی قبر کی مٹی اپنے زخم پر لگالو اس نے ایسا کیا اور اچھا ہو گیا۔[55]

(جمال الاولیاء صفحہ ۱۵۷)

فائدہ: اس واقعہ میں تھانوی صاحب نے محمد بن حسن کا یہ مقام بتایا ہے کہ لوگ حاجت روائی اور دفعِ ضَرَر (تکلیف دور کرنے) کے لئے حضرت کے پاس جاتے تھے چنانچہ جب چور کے بدن میں زخم ہوا تو وہ شخص نہ کسی طَبیب (ڈاکٹر) کے پاس گیا نہ خدا سے دعا مانگی سیدھا شیخ کے پاس دفعِ ضَرَر کے لئے پہنچا اور حضرت نے غیر عادی طریقہ سے اس کو شفاء دے دی جو لوگ غیر عادی اُمور میں غیر اللہ کی طرف رُجوع کرنے کو شرک کہتے ہیں وہ مذکورہ بالا واقعہ پر بھی فتوی صادر فرمائیں۔

ناکو کے پیٹ سے زندہ لڑکی:

تھانوی صاحب لکھتے ہیں: تحمیر چوبدار کی لڑکی کو ایک ناکو (مگرمچھ) نگل گیا تو وہ روتا پیٹتا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اس جگہ جہاں اس نے لڑکی کو نگل لیا ہے جاؤ اور بلند آواز سے کہو ناکو آ اور فرغل سے جو اہد ہی کر تو ناکو سمندر سے نکلا ایک جہاز کی طرح جا رہا تھا مخلوق اس کے آگے سے داہنے بائیں کو ہو جاتی تھی وہ آپ کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو گیا آپ نے ناکو کو حکم دیا اس نے لڑکی کو اُگل دیا تو وہ زندہ تھی مگر بے ہوش پھر ناکو سے کہا کہ جب تک زندہ رہے ان کے شہر کے کسی آدمی کو نہ نگلے ناکو اس طرح نکلا کہ اس کے آنسو بہہ رہے تھے اور سمندر میں جا پڑا۔ (جمال الاولیاء صفحہ ۱۷۲ از جامع کرامات)[56]

---

[54] (جمال الاولیاء، محمد بن علوی بن احمد، 136/1، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور، سن اشاعت، 1359ھ)

[55] (جمال الاولیاء، محمد بن حسن المعلم باعلوی، 157/1، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور، سن اشاعت، 1359ھ)

[56] (جمال الاولیاء، محمد بنا حمد فرغل، 172/1، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور، سن اشاعت، 1359ھ)

فوائد:

۱۔شہر کے لوگ حضرت فرغل رحمۃاللہ علیہ کو حاجت رواور مشکل کشا سمجھتے تھے۔

۲۔ناگہانی آفات اور مصیبتوں میں آپ کی طرف رُجوع کرتے تھے۔

۳۔لوگوں کااِعتِقاد تھاکہ آپ سمندری بلا(ناکو)کے منہ کانوالہ چھیننے پر قدرت رکھتے ہیں۔

۴سمندری بلائیں آپ کے پیغام کو سمجھتی تھیں۔

۵۔آپ کاخود بلاناتودرکنارا گرآپ کسی کے ہاتھ پیغام بھی بھیج دیں توبلاسمندر سے نکل آتی تھی۔

۶۔سمندری بلاآپ کے گھر سے واقف تھی۔

۷۔آپ کے حکم پر سمندری بلانے چپ چاپ اپنے دانت تڑوالئے اور چوبدار کی نگلی ہوئی لڑکی کو منہ سے نکال پھینکا۔

۸۔ناکوپر آپ کاحکم جاری تھااور وہ بالکلیہ مُتَّبِع(پیروکار)تھایہاں تک کہ آپ نے حکم دیاکہ وہ آپ کے شہر کے کسی آدمی کونہ نگلے اور وہ اس حکم کومان کر واپس سمندر میں چلاگیا۔

۹۔آپ نے اس سلسلہ میں جتنی کاروائی کی یہ سب عام اَسباب کے خلاف تھی اس کامطلب ہے کہ آپ کومافوق لاَسباب العادیہ اُمور پر قدرت حاصل تھی۔

۱۰۔شہر کے لوگ آپ کے بارے میں یقین رکھتے تھے کہ آپ اُمور مافوق الاَسباب پر قادر ہیں۔

شاہ ولی اللّٰہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

اہلِ سنت کے مُقتَدا(پیشوا)توہیں ہی صرف وہابیوں غیر مقلدوں نے اپنامُقتَدا ثابت کرنے کیلئے ان کے نام غلط تصنیفیں شائع کیں اور ان کی بعض تصانیف میں غلط حوالے گھسیڑے تفصیل فقیر کی کتاب" الحقیق الجلی" میں دیکھئے۔مخالفین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃاللہ علیہ کوایک مجدد کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں شاہ صاحب کی تصانیف کوفَروغ دیتے ہیں اور اختلافی مسائل میں حضرت شاہ صاحب کوبطور حَکم(داناوفیصل)تسلیم کرتے ہیں۔

مخالفین اپنی تصانیف میں شاہ صاحب کےاِن گنت حوالے دیتے ہیں اور ان کی عبارات سے اِستدلال کرتے ہیں اور انہیں خِراجِ تحسین پیش کرتے ہیں چنانچہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃاللہ علیہ کے بارے میں شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

ابنِ تیمیہ اور ابنِ رشد کے بعد بلکہ خود انہیں کے زمانے میں جو عقلی تَنَزُّل شروع ہوا تھااس کے لحاظ سے یہ اُمید نہیں رہی تھی کہ پھر کوئی صاحبِ دل ودماغ پیدا ہوگالیکن قدرت کواپنی نیرنگیوں(کرشموں)کاتماشہ دکھلاناتھاکہ اخیر زمانہ میں جب کہ اسلام کانَفَسِ باز پَسِیں(حالت نزع)تھاشاہ ولی اللہ جیسا شخص پیداہوگا جس کی نکتہ سَنجیوں(خوش بیانی)کے آگے غزالی ورازی اور ابنِ رشد کے کارنامے بھی ماندپڑ گئے۔(علم الکلام صفحہ ۱/۷۸)[57]

دیوبندی مکتبِ فکر کے ایک مُستَند عالم دین مناظر حسین گیلانی لکھتے ہیں: حضرت شاہ ولی اللہ نَبّاضِ ملت کی حیثیت سے معاشرے کی دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کر اِصلاحِ اَحوال کی کوششوں میں مصروف ہوگئے آپ نے فُرودَت(تنہائی)میں اُلجھنے والے علماء عیش کوشیوں(آرام وآسائش)میں غَرق اُمراءاور غافل عوام کونئے

---

[57](علم الکلام لشبلی نعمانی،شاہ ولی اللہ، 109/1،مطبوعہ مطبع احمدی علی گڑھ)

سرے سے فقہ عقائد میں تَشَدُّد و تَصَلُّب کے برعکس اسلام کی وُسعت و ہمہ گیری کو اَذہان (ذہنوں) میں اجا گر کیا اور ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی مؤثِّر تصانیف کے ذریعے اسلامی فکر کی وضاحت کی آپ نے تَغیُّر، حدیث، فقہ و کلام، تَصوُّف، سیَر

(سیرت) وسَوانح ان تمام موضوعات پر ایک مُنفرد انداز سے لکھا جسے بجا طور ایک حکیمانہ طرزِ اِستدلال کہا جاسکتا ہے۔ (تذکرہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۸۷)

حوالہ جات: شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "انفاس العارفین" کے اخیر میں جو اپنے خود نَوِشْت (آپ بیتی) حالات لکھے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ "انفاس العارفین" شاہ ولی اللہ صاحب کے آخری دس سالہ دور کی تصنیف ہے اس کتاب کے بارے میں مولوی رحیم بخش دہلوی لکھتے ہیں:

اس کتاب کے چار حصے ہیں، پہلے حصہ میں جناب شاہ صاحب نے اپنے والد شیخ عبدالرحیم صاحب کے علمی حالات، باطنی تَصرُّفات و کرامات، ملفوظات و مکتوبات غرضیکہ ابتداء زمانہ سے تاریخِ وفات تک کے تمام واقعات بطریق رجال سر سری ذکر کئے ہیں اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان خاندان کا ہر ممبر (Member) ظاہری عُلوم اور باطنی کمالات میں لاثانی اور بے نظیر (بے مثال) تھا۔ (حیات ولی ۴۱۸)[58]

فائدہ: اولیاء اللہ سے حاجت روائی کے بارے میں اب ہم شاہ ولی اللہ کی اس مُستند کتاب سے حوالے پیش کر رہے ہیں اور یہ حوالے ان تمام لوگوں پر حُجَّت (دلیل) ہیں جو شاہ صاحب کو حُجَّت مانتے ہیں اور دیوبندی ہوں یا غیر مقلدین۔

نوٹ: شاہ صاحب کی بعض کتابیں وہابیوں دیوبندیوں نے شائع کیں تو اپنے مَن کے حوالے گھسیڑ دیئے ان میں ایک "تفھیمات الٰھیہ" وغیرہ بھی ہے[59] اس کے علاوہ دوسرے حوالے بھی لکھ رہے ہیں ان کے نزدیک بھی مسلّم ہیں۔

شفاء از اھلِ مزار:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کی ایک حکایت بیان فرماتے ہیں:

کا تب حروف حکایتِ غریب از شیخ تاج الدین استماع نمود و آنست کہ گفت وقتہ سخت بیمار شدم و بیماری بطول انجامید ضعف و ناتوانی طاقت حرکت دست و پا نگذاشت درنحالت شبے درخواب می بینم کہ گویہ کسے آمد و میگوو میگوید کہ برائے شفائے این مریض میباید کیا نے پختہ ستودو بروے تمام قرآن وخوانده رد بیمار انرا انجوروو شفا یابد چون درشدم عزم مصمم شد کہ بمُوجِب رویا بعمل اید آورده و شب آینده زچون بخواب رفتم دیدم کہ گویا امام محمد بخاری بخانہ ما آمد و بدت خود یگے بہت کردوزیہ ان اتش اقی وخت کیا نے ازصبح تا شام دوران ویگ پخت پیش من نهاد و فرمود کہ ما برین مطبوح تمام قرآن خوانده ام پس بخورد من طا آندا بخورم و با فاقت آمدم کہ سچ اثر سے ازاں مرض درمن بنود صحیح و تندرست برخو اثیم و درخود بشاشت و سرور ازیین و اقعہ کہ حضرت امام بخاری با یین وجہ لطف عنایت فرمودند. زیادہ تر ازیافتم کہ ازجنت ازالہ مرض و بیماری یافتہ بشد و. (انفاس العارفین صفحہ ۱۹۳)[60]

ترجمہ: کاتب الحروف شیخ تاج الدین سے ایک عجیب حکایت سنی وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک وقت سخت بیمار ہوا اور بیماری نے طول پکڑ لیا ضُعف و توانائی نے ہاتھ پاؤں کی طاقت سَلب کرلی اس حالت میں ایک رات میں خواب دیکھ رہا تھا گویا کوئی صاحب آکر فرما رہا ہے کہ اس مریض کی شفا چاہئے تو اس کے لئے مرغیاں پکا کر اس پر قرآن مکمل پڑھا جائے تاکہ اسے بیمار کھائے اس طرح بیمار شفا پائے گا۔

---

58) (حیات ولی (شاہ ولی اللہ)، باب 4، حالات شاہ ولی اللہ، بعض تصانیف کا ذکر، انفاس العارفین، 311/1، مطبوعہ افضل المطابع، دہلی)

59) (انفاس العارفین، مقدمہ، ج1/ص39 الی 40، مطبوعہ فرید بک سیلرز لاھور، سن اشاعت 2007ء)

60) (انفاس العارفین، حضرت شاہ ولی اللہ کے اساتذہ، تاج الدین قلعی حنفی، ج1/ص390 الی 391، مطبوعہ فرید بک سیلرز لاھور، سن اشاعت 2007ء)

جب میں بیدار ہوا تو میں نے پختہ ارادہ کیا کہ خواب کے مطابق ضرور عمل کروں گا دوسری رات پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں گویا امام بخاری تشریف لائے ہیں خود ہی دیگچہ آگ پر رکھ کر اس پر میں نے تمام قرآن پڑھا ہے میں نے گوشت کھایا تو مجھے مرض سے اِفاقہ محسوس ہوا یہاں تک کہ مرض کا اثر مجھ میں نہ رہا اور صبح کو تندرست ہو کر اٹھا اور اس واقعہ سے مجھے خوب فَرحَت و سُرور محسوس ہوا کہ بیماری سے صحت پانے سے بڑھ کر یہ مجھ پر امام بخاری نے کتنا لُطف و کرم فرمایا۔

مزارات سے فیض یابی کے متعلق خواجہ معین الدین لکھتے ہیں: **بمزارفیض الانوارخواجه معین الدین رفتند وفیضا گرفتند**

یعنی: حضرت معین رحمۃاللہ علیہ کے مزار پر حاضری دے کر فُیوض حاصل کرتے۔

بمزارفیض الانوارخواجه باقی بالله نشستند و متوجه می شدند وفیض می یافتند(انفاس العارفین ۷۰)

یعنی: حضرت باقی بِاللہ رحمۃاللہ علیہ کے مزار پر بیٹھ کر ان کی طرف مُتوجہ ہوتے اور فُیوض حاصل کرتے۔[61]

دوسال کم وبیش حد بغداد ساکن باشند وبرقبرسید عبد القادرقدس(انفاس العارفین ۱۸۴)

یعنی: دوسال کم و بیش بغداد شریف میں ساکن رہے اور حضرت سید عبدالقادر کے مزار کی طرف مُتوجہ ہوئے وہاں سے یہ ذوق پیدا کیا۔

وبروضه منورحضرت سید البشرعلیه افضل الصلوة و اتم التحیات متوجه شد وفیض یافت(انفاس العارفین ۱۹۵)[62]

یعنی: حضور سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ کی طرف مُتوجہ ہوئے اور فیض پایا۔

حاجی امداد الله علیه الرحمة:

حاجی صاحب رحمۃاللہ علیہ تمام اکابر دیوبند کے مرشد و رہبر ہیں اسی لئے ان کا ارشاد سب کے لئے حُجَّت ہے بالخصوص جن ملفوظات کا ناقل مولوی اشرف علی تھانوی ہو وہ تو ڈبل حُجَّت ہیں اس لئے کہ یہ اس مکتبِ فکر کے مجدّد صاحب ہیں۔

ملفوظ نمبر ۲۰۰: فرمایا کہ ایک بار مجھے مشکل پیش تھی اور حل نہ ہوئی تھی میں نے حطیم[63] میں کھڑے ہو کر کہا تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیاء اللہ کے یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر تم کس مرض کی دوا ہو یہ کہہ کر میں نے نماز نفل شروع کر دی میرے نماز شروع کرتے ہی ایک آدمی کالا سا آیا اور وہ بھی میرے پاس ہی نماز میں مصروف ہو گیا اس کے آنے سے میری مشکل حل ہو گئی جب میں نے نماز ختم کی وہ بھی سلام پھیر کر چلا گیا اس ملفوظ پر تھانوی صاحب حاشیہ لکھتے ہیں:

(حاشیہ) قولہ تم لوگ تین سو ساٹھ یا کم زیادہ اولیاء اللہ کے یہاں رہتے ہو اقول اہلِ کَشف کو اتنے عدد میں اولیاء کا اکثر اوقات حاضرِ حَرَم رہنا معلوم ہوا ہے اور غالباً یہ کل باطنی تھی۔ (امداد المشتاق صفحہ ۱۲۱)[64]

---

[61] (انفاس العارفین، فارسی، 70/1، مطبوعہ مطبع احمدی دہلی، سن اشاعت 1897ء)

[62] (انفاس العارفین، فارسی، 195/1، مطبوعہ مطبع احمدی دہلی، سن اشاعت 1897ء)

[63] (خانۂ کعبہ کی بیرونی دیوار جہاں میزاب رحمت (پرنالہ) ہے اور اس کے ساتھ نیم دائرے کی شکل میں تھوڑی سی احاطہ کی ہوئی جگہ)

[64] (امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق، اولیاء اللہ مدد کرتے ہیں، حکایت 300، 127/1، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

فائدہ: اصل بات تھانوی صاحب نے یہاں نہیں لکھی اور وہ ہے اپنی مشکل میں حاجی امداد اللہ کا اولیاءاللہ سے مافوق الاَسباب طریق پر اِستمِداد کرنا اور غائبانہ ندا کرنا اور ان کے پکارنے سے اولیاءاللہ کی مشکل کا حل ہو جانا۔

ملفوظ نمبر ۲۹۰: (راوی لملفوظ) حضرت کی خدمت میں غذا اور روح کا وہ سبق جو حضرت شاہ نور محمد صاحب کی شان میں ہے سنا رہا تھا کہ جب اثر مزار شریف کا بیان آیا آپ نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا(نوربافِ، کپڑا بننے والا) مرید تھا بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کو محتاج ہوں کچھ دستگیری(مدد) فرمائیے حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھا آنہ روز ملا کرے گا ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کرکے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقرر پائیں قبر میں ملا کرتا ہے۔(امداد المشتاق صفحہ ۱۱۷)[65]

فائدہ: اولیاءاللہ قبر میں موجود ہونے کے باوجود بھی تَصرُّف کرتے ہیں اور فریادیوں کی اِمداد کرتے ہیں اور یہ جو کچھ مذکور ہے اُمورِ غیر عادیہ سے ہے جس کو ہم مافوق الاَسباب سے تعبیر کرتے ہیں یعنی یہ امداد عام اَسباب سے نہ ہوئی اب اور مخالفین کا مذہب ہے کہ مافوق الاَسباب کوئی فعل کسی صدور کا عقیدہ شرک ہے ان پر ہمارا سوال ہے کہ مزار سے پیسے حاصل کرنا اگر اَسباب سے ہے تو پھر ہر قبر سے جا کر کچھ نہ کچھ لے لیا جاتا لیکن ہر قبر سے ایسا نہیں ہو سکتا جب نہیں ہو سکتا تو یہ اَفعال مافوق الاَسباب ہوئے۔ اور یہ تمہارے نزدیک شرک ہے اب بتاؤ کہ حاجی صاحب مشرک ہوئے یا موَحّد اگر مشرِک تھے تو پھر مشرِک کی بیعت کیسی اگر موَحّد تھے تو ہم بھی الحمدللہ ان جیسے موَحِّد، مومن ہیں۔ اب تم بتاؤ تم کون ہو؟

ملفوظ نمبر ۳۱۲: فرمایا کہ خدا جانے لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں کیا ہوں محبوب علی نَقّاش نے آ کر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ(دخانی کشتی) تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ سے "مُلتجی" ہوا کہ مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔(امداد المشتاق ۱۵۴)[66]

تھانوی صاحب نے اس واقعہ کو کرامات امدادیہ میں زیادہ تفصیل سے نقل کیا ہے۔ یہاں فقیر نے بقدر ضرورت درج کیا ہے۔

فائدہ: حاجی صاحب نے اس واقعہ میں خود بیان کیا ہے کہ ان کے ایک مرید نے جہاز کو جب تباہ ہوتے دیکھا تو حاجی صاحب سے اِستمِداد کی اور حاجی صاحب نے مافوق الاَسباب طریق سے اس کی امداد کی۔

ان اِقتباسات سے ظاہر ہو گیا کہ مشکلات اور مصیبتوں میں بزرگوں سے مافوق الاَسباب طریقہ سے اِستمِداد کرنا اسی وقت شرک قرار پائے گا جب کہ جس سے مدد طلب کی جائے اس کو مستقِل اعتقاد کیا جائے اور یہی شرک کا مدار ہے اسماعیل دہلوی کے پیر و مرشد سید احمد بریلوی(متوفی ۱۲۴۶ھ) کے بھانجے اور خلیفہ مجاز سید محمد علی سفر حج کے دوران کا ایک واقعہ لکھتے ہیں:

دریں منزل قریب نصف شب بوادی سرف که مزار فائض الانوار تو معلیٰ جناب میمونه علیها وعلی بعلمها الصلوة والسلام من الله الملک العلام رسیدیم از اتفاقات عجیبه آنکه آن روز پیچ طعام نخورده بودم چون از خواب آن وقت بیزار شوم از غایت گرسنگی طاقتم طاق و بدرردیم در محاق بود بطلب نان پیش هرکس دویدم بمطلب نه سدیم بنا چار برائے زیارت درحجره مُقدَّس هـ رفتم و پیش تربت شریفه گدایا نه ندا کرده گفتم اسے جده امجده من مهمان شما هستم چیزی خوردنی عنائت فرما اورمحروم از الطاف کریبانه خود شما نگاه سلام کردم و فاتحه و اخلاص خو انده ثو ابش بروح برفتوحش فرستاده انگاه نسته برقبرش باده بودم ازرازق مطلق و دانائے برحق دو خوشه انگوشه تازه پرستم

---

[65] (امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق، قبر سے افادہ حاصل کرنا، حکایت 290، 123/1، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

[66] (امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق، اولیاءاللہ مدد کرتے ہیں، حکایت 312، 130/1، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

افتادہ طرفہ تر آنکہ آن آیام سرما بنود و ہیچ جا انگور تازہ میسر نبود بحیرت افتادم و یکے ازاں ہر دو خوشہ ہموں جانشتہ تناول نمودہ از حجرہ بیرون شدم ویک یک دانہ دوبریک تقسیم کردم وگفتم - یافت مریم گو بھنگام شنا میوہ ہائے جنت ازفضل خدا این کرامت درحیاتش بود وبس بعد فوتش نقل نمود است کی - بعد فوت زوج ختم المرسلین رفتہ چندین قرنہاری دوربین بنگر ازوے این کرامت یافتم دایہ گونہ نعمت یافتم! (مخزن احمدی'۹۹) [67]

ترجمہ: اثناء(دورانِ) سفر میں آدھی رات کے وقت ہم لوگ وادی سرف پر پہنچے جہاں ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنھا کا مزار پُرانوار ہے اتفاق کی بات ہے کہ اس دن میں بالکل بھوکا تھا اور جب صبح آنکھ کھلی تو بھوک سے بالکل بے دم ہو چکا تھا اور میرے چہرے کا چاند گہنا چکا تھا صرف ایک روٹی کے حصول کے لئے ہر کسی کے پاس دوڑا مگر کہیں سے مطلوب حاصل نہ ہوا مجبور ہو کر ام المومنین کے روضہ مقدّسہ پر حاضری دی اور آپ کی قبرِ انور سے رزق کی بھیک مانگی اور کہا کہ اے میری دادی جان میں آپ کا مہمان ہوں کھانے کے لئے کوئی چیز عنایت فرمایئے اور مجھ کو اپنے لطف و کرم سے محروم نہ فرمایئے پھر میں نے سلام عرض کیا سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب آپ کی روح مبارک کو پہنچایا میں نے آپ کی قبرِ انور پر اپنا سر رکھا ہوا تھا نا گہاں(اچانک) اللہ تعالٰی نے تازہ انگوروں کے دو خوشے میرے ہاتھوں میں ڈال دیئے عجب تماشا یہ تھا کہ ان دنوں موسم سرما تھا اور کسی جگہ اس وقت تازہ انگور دستیاب نہ تھے انتہائی حیرت ہوئی ان انگوروں میں سے کچھ وہیں کھائے اور کچھ حجرہ مقدّسہ سے باہر جا کر تقسیم کئے اور پھر یہ اَشعار پڑھے اگر حضرت مریم نے موسم سرما میں جنت کا میوہ فضل خدا سے پالیا ان کی کرامت فقط ان زندگی میں تھی ان کے وصال کے بعد کسی سے یہ کرامت منقول نہیں حضور کی زوجہ کے وصال کو کتنی صدیاں گذر چکی ہیں دیکھو اس کے باوجود میں نے ان سے اس کرامت کو پالیا صدِ افتخار نعمت کو حاصل کیا۔

فائدہ: اس طویل اقتباس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ قضائے حاجت کے لئے قبر پر جانا صاحب قبر سے رو رو کر مطلب برآری(حاجت روائی) کے لئے درخواست کرنا جائز ہے۔ اور تمام دیوبندی کے مسلّم مقتدا اور سید احمد بریلوی کے خلیفہ مجاز محمد علی کو جب دنیا میں کہیں سے کھانے کو کچھ نہ ملا تو سیدتنا ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنھا کی قبر سے ملا اور یہ کہ سید احمد بریلوی کے خلیفہ مجاز نے قبر پر آکر فاتحہ بھی پڑھی ندا بھی کی سلام بھی پڑھا اور بطور مافوق الاَسباب اُمور اِستِمداد بھی کی۔

صاحب مظاھر حق:

مولوی قطب الدین نے **ترجمہ مشکوٰۃ** میں لکھا ہے کہ زیارت قبر برکت حاصل کرنے کے لئے ہے پس وہ زیارت اچھے لوگوں کی قبروں کی ہے اس لئے ان کے برزخ میں تَصرُّفات اور برکات ہیں۔ (مظاہر حق'۸۰) [68]

فائدہ: صاحب **مظاہر حق** مخالفین کا مسلّم مقتدا ہے اس لئے کہ یہ شاہ اسحاق کا تلمیذ(شاگرد) اور عقائدِ دیوبند کا مؤیّد(تائید کرنے والا) ہے۔

بہشت جُہلا اور کچھ غالی(انتہا پسند) قسم کے پیر پرست یہ تاثُّر دیتے ہیں کہ بہشتی دروازہ سے ہم گزر گئے ہیں اب ہم بہشتی ہو گئے پھر کیسی نماز اور کیسا روزہ! یہ محض تلبیسِ اِبلیس ہے یعنی شیطانی دھوکہ ہے ان جاہلوں اور غالیوں کی غلط باتوں وہابیوں، دیوبندیوں کو حق مذہب اہلِ سنت اور صوفیہ کرام و اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ پر حرف گیری کا موقع ملتا ہے۔ فقیر اویسی غُفِرلَہٗ نے بہشتی دروازہ کے صرف جواز کے دلائل قائم کئے ہیں اس کا یہ معنی نہیں کہ صرف بہشتی دروازہ سے گزرنے کے بعد رحمتِ حق کی اُمید رکھے کیونکہ **رحمت حق بہانہ می جوید** اس کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ نماز، روزہ دیگر عبادات میں جدو جہد رکھے اور

---

67)(مخزن احمدی فارسی، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار، 99/1، مطبوعہ مطبع عام مفید آگرہ زیور ہند)

68)(مظاھر حق اردو شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، قبروں کی زیارت کی قسمیں، قسم 3، 157/2، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، سن اشاعت 2009ء)

اس تَصوُّر میں رہے کہ نامعلوم کس نیکی سے راضی ہے۔یہی معروضہ جو فقیر نے پیش کیا ہے۔یہی ارشاد باباگنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خُدّام کہتے ہیں چنانچہ جناب سید مسلم فرید صاحب لکھتے ہیں کہ جس طرح محض اعمال صالحہ پر بھروسہ کرلینااور فضل رب سے قطع نظر کرلیناغلط ہےاسی طرح نیکیوں کو چھوڑ کر صرف بہِشتی دروازہ میں سے گزرنے کے بعد گناہ پرنڈراور بے باک ہو جانا بھی گمراہی ہے۔پاکپتن شریف کے اطراف میں اور راوی کے کنارے جولوگ آباد ہیں ان میں سے اکثرلوگوں کے آباؤاجداد اسلام قبول کرنے سے پہلے جرائم پیشہ تھے حضرت باباصاحب رحمۃاللہ علیہ کے فیض نے ان کواسلام کی نورانیت سے ہم کنار کردیاتھااوران کی حالت بدل گئی تھی مگراب پھران میں اکثر کایہ حال ہے کہ پوراسال چوریاں کرتےاور کراتے ہیں اور دوسرے جرائم میں ایک دوسرے سے سَبقت لے جانے میں کوشاں رہتے ہیں اور پھر سال کے بعد حضرت باباصاحب کے عرس پر بہِشتی دروازہ سے گزر جانے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری تمام بداعمالیاں معاف ہو گئیں اور پھر سال بھر دلیری سے گناہ کرتے رہتے ہیں کاش وہ لوگ جن پر تبلیغ وہدایت کافرض عائد ہوتا ہے خصوصاً علمائےاور مشائخ لوگوں میں حُقوق العباد کی اہمیت کو واضح کریں اوران کو بتائیں کہ توبہ یہ ہے کہ پھر دوبارہ وہ گناہ نہ کیاجائے ورنہ زبانی توبہ اللہ کے غضب کودعوت دیتاہے۔

(انوار الفرید ۴۲۳،۴۲۲)[69]

وما علینا الا لبلاغ المبین وصلی اللہ تعالی علی حبیب الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

مدینے کابھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

ربیع الاول شریف ۱۴۲۱ھ

بہاول پور۔پاکستان

[69] (انوارالفرید، بہشتی دروازہ،ج/1/ص418الی419،مطبوعہ الامان پرینٹنگ پریس لاھور)